

علامہ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۳۶۸ھ/۴۶۳ھ) کی کتاب
الانتقار فی فضائل لائحة الثلاثة الفقہاء کے حصّہ

فضائل

امام شافعی

(۱۵۰ھ/۲۰۴ھ)

کا ترجمہ

مسترجم

محمد حامد رضا برکاتی مصباحی



فلاح سریرج فاؤنڈیشن



علامہ حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (۳۶۸ھ/۴۶۳ھ) کی کتاب
”الإنتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء“
کے حصہ

فضائل امام شافعی رضی اللہ عنہ

(۱۵۰ھ/۲۰۴ھ)

کا ترجمہ



محمد حامد رضا برکاتی مصباحی

ناشر:

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب:	فضائلِ امام شافعی رحمہ اللہ
تالیف:	علامہ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ
ترجمہ:	محمد حامد رضا برکاتی مصباحی
تصحیح:	مولانا مفتی محمود علی مشاہدی مصباحی
کمپوزنگ:	استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ
صفحات:	پیامی کمپیوٹر گرافکس، مبارک پور، اعظم گڑھ
تعداد اشاعت:	۶۴
قیمت:	۱۱۰۰
سن اشاعت:
	جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ مطابق فروری ۲۰۱۷ء

---(ناشر)---

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
4	تقریظِ جلیل	۱
6	پیش لفظ	۲
9	تعارف مؤلف	۳
11	نسب، ولادت اور سکونت	۴
13	طلب علم اور اس کے لیے سعیِ پیہم	۵
15	تعریف و توصیف میں معاصر علما کے اقوال	۶
23	حفظ احادیث اور اتباعِ سنت... پر آمادہ کرنے کا بیان	۷
28	امام شافعی رحمہ اللہ کا فضل و کمال	۸
34	واقعات	۹
37	فصاحت و بلاغت اور فنونِ علم میں مہارت	10
39	اخلاق، مروت اور سخاوت	11
40	جوانی کے ایام میں ہارون رشید کے دربار میں پیشی	12
43	حکیمانہ و ادیبانہ اقوال	13
47	تاریخِ وفات اور مدتِ عمر	14
48	قبر کے سرہانے کندہ کیا ہوا پتھر	15
49	امام شافعی رحمہ اللہ کے تلامذہ کا بیان	16
61	مرثیہ امام شافعی رحمہ اللہ	17

تقریظِ جلیل

از: حضرت مولانا مفتی محمود علی مشاہدی مصباحی
استاذ: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم
از ہر ہند جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے شاہین صفت طلبہ کا تحقیق و تخریج، تصنیف و تالیف
اور مقالہ نگاری کے شانہ بہ شانہ ترجمہ نگاری جیسے مشکل، صبر آزما اور خاردار میدان میں بھی ایک
نمایاں مقام ہے۔ اب تک متعدد کتابیں مصباحی اہل قلم کے ترجمہ کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں اور
مسلسل اس میں اضافہ بھی ہو رہا ہے، باضابطہ ریکارڈ نہ ہونے کی وجہ سے فرزندانِ اشرفیہ کا یہ زریں
کارنامہ اور تاریخی اقدام صیغہ راز میں ہے۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی یہ کتاب بھی ہے، اس کا عربی زبان میں اصل نام یہ ہے:
”الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء“ اس کتاب میں ائمہ ثلاثہ (امام اعظم ابو حنیفہ،
امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم) کے احوال و کوائف زیب قرطاس کیے گئے ہیں۔

محِب گرامی قدر مولانا محمد حامد رضا مصباحی متعلم جامعہ اشرفیہ مبارک پور (فضیلت سال
اخیر ۱۴۳۸ھ/۲۰۱۷ء) نے اس حصے کا ترجمہ کیا ہے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات سے
متعلق ہے۔ اس کتاب کے مصنف ”امام المحرثین علامہ ابن عبد البر مالکی علیہ الرحمۃ“ ہیں، انھوں نے
انتہائی اختصار اور جامعیت کے ساتھ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کے اہم واقعات معتبر
روایات سے تحریر کیے ہیں۔ اور ان کے احوال و کوائف تحصیل علم، استنباط مسائل، علوم و فنون میں
مہارت اور حکمت و دانائی سے لبریز اقوال کو اس کتاب کی زینت بنایا ہے جس نے کتاب کی اہمیت و

افادیت میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔

اس کتاب سے صرف وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے تھے جو عربی زبان و ادب میں مہارت رکھتے ہوں، لیکن اب مولانا موصوف نے اسے اردو زبان کا جامہ پہنا کر اردو داں حضرات کے لیے بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات اور ان کی شبانہ روز مساعی سے واقف ہونے کا ذریعہ فراہم کر دیا ہے۔ ترجمہ سلیس، آسان اور رائج اردو امثال و محاورات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے مندرجات کا مکمل لحاظ کیا ہے، اور اس بات کا مکمل پاس و لحاظ ہے کہ صرف زبان بدل جائے اور کتاب اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ قاری کے سامنے ہو۔

مولانا محمد حامد رضا مصباحی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ہونہار، ذی استعداد اور محنتی طالب علم ہیں، میری معلومات کے مطابق یہ ان کی پہلی قلمی کاوش ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے، ان کے قلم میں پختگی اور استحکام عطا فرمائے اور مزید دینی و ملی خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ حبیبک سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمود علی مشاہدی مصباحی
جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ
۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ
۳۱ فروری ۲۰۱۷ء

پیش لفظ

حضور ﷺ کے اس دنیا سے روپوش ہو جانے کے بعد امت کی زمام قیادت ان اجلہ صحابہ کرام نے سنبھالی جو صحبت نبوت کی برکت سے تفقہ فی الدین میں امتیازی شان کے حامل تھے۔ انھوں نے اپنی فقاہت اور نصرت خداوندی سے نئے نئے مسائل حل کیے، اور اس عظیم فریضہ کو بحسن و خوبی انجام دیا۔

صحابہ کے بعد تابعین و تبع تابعین کا دور آیا جس میں ایک سے بڑھ کر ایک صاحبان علم و فن تھے، جنھوں نے فقہ و اجتہاد میں طبع آزمائی کی مگر انھیں قبول عام حاصل نہ ہو سکا اور فقہ و افتاء کا باب چار مذاہب میں منحصر ہو گیا۔ جو مذہب حنفی، مذہب مالکی، مذہب شافعی اور مذہب حنبلی کے نام سے چہار دانگ عالم میں مشہور و معروف ہیں۔ تمام بانیان مذاہب نے اپنے فقہ و اجتہاد کے ذریعہ مسائل کی گتھیاں سلجھائیں اور امت کو درپیش مسائل و معاملات میں حق کی رہنمائی کی۔ اسی سلسلہ امامت اور فقہ و اجتہاد کی ایک کڑی امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ ہیں۔

پیش نظر رسالہ امام مجتہد محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کے فضائل و مناقب پر مشتمل ایک مختصر مجموعہ ہے جو علامہ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ کی کتاب ”الإنتقاء فی فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء“ کا ایک جز ہے۔ آپ نے اس کتاب میں امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک بن انس اور امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے فضائل و مناقب اپنے شیوخ سے روایت کر کے سند کے ساتھ بیان کیے ہیں جس کی وجہ سے یہ کتاب فضائل ائمہ ثلاثہ میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اس کتاب کے حصہ ”فضائل امام شافعی رحمہ اللہ“ میں آپ

کی پوری زندگی کے جملہ احوال و کوائف بڑے ہی ایجاز و اختصار کے ساتھ جمع کیا ہے۔ نام و نسب، ولادت و سکونت، تحصیل علم، فضل و کمال، اخلاق و مروت، جود و سخا و غیرہ احوال پر جامع روشنی ڈالی ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی واضح کیا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ اتباع سنت، حفظ احادیث و غیرہ امور خیر پر لوگوں کو مسلسل براہیختہ کرتے رہتے اور اصحاب کلام و بدعت سے سخت نفرت و بے زاری رکھتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی تعریف و توصیف میں علما و ائمہ کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ایک قول مذکور ہے:

”كان الشافعي كالشمس للدنيا و كالعافية للبدن“ ”ما صليت صلاة منذ أربعين سنة الا وانا ادعو للشافعي“ امام شافعی رحمہ اللہ دنیا کے لیے سورج کے مانند تھے اور بدن کے لیے عافیت کے مثل تھے، چالیس سالوں سے مسلسل ہر نماز میں امام شافعی رحمہ اللہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔

امام شافعی رحمہ اللہ جہاں ایک فقیہ و محدث تھے وہیں فصاحت و بلاغت اور ادب و حکمت پر بھی کامل عبور رکھتے تھے۔ علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے کثیر حکیمانہ و ادیبانہ اقوال جمع کیے ہیں۔ نمونے کے طور پر چند اقوال پیش ہیں:

(۱) ”رياضة ابن آدم اشد من رياضة الدواب“ انسان کو راہِ راست پر لانا جانوروں کو سدھانے سے مشکل ہے۔

(۲) ”المخدوع من اغتر بالأماني“ فریب خوردہ وہ ہے جو خواہشات سے فریب کھا جائے۔

چوں کہ اس کتاب کے تین حصے تھے، ایک حصہ (فضائل امام شافعی رحمہ اللہ) کا ترجمہ راقم نے کیا اور بقیہ دونوں حصوں (فضائل امام اعظم اور فضائل امام مالک رحمہ اللہ) کا ترجمہ علی الترتیب مولانا سراج احمد مصباحی سہر سار اور مولانا داؤد علی مصباحی گیادی نے کیا ہے۔

ترجمہ میں زیادہ تر مفہوم کی ادائیگی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اصل کتاب میں متعدد مقامات پر علامہ عبدالفتاح ابو غدہ کے حواشی بھی تھے لیکن بیش تر حواشی تصحیح الفاظ اور نسخوں کے اختلاف پر مبنی

تھے جن کی اس ترجمہ میں کوئی ضرورت نہیں تھی اس لیے سب کا ترجمہ نہ کر کے ضروری حواشی کو ہی داخل ترجمہ کیا گیا ہے۔

کتاب کے سارے مشمولات سند کے ساتھ مروی ہیں مگر پوری سند کا ترجمہ نہ کر کے محض اسماء و رجال کو ذکر کیا گیا ہے اور امتیاز کے لیے ہر دوراویوں کے درمیان ڈیش (-) لایا گیا ہے۔
 اخیر میں اپنے ان احباب و مخلصین کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس کام میں قدم قدم پر ہماری رہنمائی کی۔ سب سے پہلے میں ممنون ہوں انجینئر سید فضل اللہ چشتی صاحب کا جنہوں نے ہم طالبانِ علوم نبویہ کو اس کارِ عظیم کے لائق سمجھا اور اس کی طباعت کا ذمہ لیا۔ سراپا مشکور ہوں استاذ گرامی حضرت مولانا مفتی محمود علی مشاہدی مصباحی صاحب قبلہ کا جنہوں نے اپنے قیمتی اوقات سے ایک حصہ اس کتاب کی نذر کیا اور پوری کتاب دوبار پڑھ کر مناسب تصحیح فرمائی اور دورانِ ترجمہ مفید مشوروں سے بھی نوازتے رہے نیز ایک موقع تقریظ سے اس کا حسن دوبالا کیا۔
 مولانا عبد الباقی مصباحی شراستی اور مولانا محمد فیض برکاتی مصباحی بستوی (متعلم جامعہ اشرفیہ مبارک پور، عالمیت سال اخیر ۱۴۳۸ھ/ ۲۰۱۷ء) کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کتاب کی تنبیض و پروف ریڈنگ میں میری مدد کی۔

راقم نے ترجمہ کتاب میں بقدر وسعت درستی کا لحاظ کیا ہے پھر بھی خطا کا امکان ہے اس لیے اگر کوئی صاحب غلطی و خطا پر مطلع ہوں تو ضرور اطلاع دیں ہم ان کے ممنون ہوں گے۔ اور انشاء اللہ اگلی طباعت میں تصحیح کردی جائے گی۔

فالحمد لله على ذلك والصلاة والسلام على حبيبہ وآلہ اجمعین.

محمد حامد رضا برکاتی مصباحی
 متعلم جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)
 ساکن: مقام وپوسٹ بلہا، ضلع بلرامپور (یوپی)

۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ
 مطابق ۲۳ فروری ۲۰۱۷ء
 بروز شنبہ

تعارف مؤلف:

حضرت علامہ حافظ ابن عبد البر مالکی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ

نام: یوسف بن عبد اللہ۔

کنیت: ابو عمر۔

نسب: یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عامر۔

ولادت: ۲۵۰ھ / ۸۶۵ء بمقام قرطبہ، اندلس (اسپین) میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت: ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد فقیہ قرطبہ عبد اللہ بن محمد کی بارگاہ فیض میں پائی۔ والد گرامی کی وفات کے بعد دانیہ، اشیون، مشترین، بلنہ اور شاطبہ وغیرہ مختلف مراکز علون و فنون کا سفر کر کے اکابر علما و مشائخ سے اخذ علم کیا اور بیشتر علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔ شیوخ و اساتذہ: چند شیوخ کے اسماء گرامی یہ ہیں:

ابوزکریا اشعری، ابوسعید نصر، ابو عمر احمد بن حنبل، ابوزید عبد الرحمن بن یحییٰ، خلف بن قاسم، عبد اللہ بن محمد جہنی وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

فضل و کمال: آپ تفسیر، حدیث، فقہ، قرأت، ادب و بلاغت اور فن تاریخ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ فقہ و فتاویٰ میں کامل دست گاہ کی وجہ سے اشیون اور مشترین کا عہدہ قضا آپ کے سپرد ہوا، مشرقی ممالک میں جو امتیازی شان اور مقام و مرتبہ خطیب بغدادی کو حاصل تھا اسی مقام پر مغربی ممالک میں ابن عبد البر فائز تھے۔ اندلس کے سب سے بڑے عالم دین، فقیہ المثال فقیہ اور عالی مرتبت حافظ حدیث تھے، بڑے بڑے امرا و حکام آپ کی جلالت علمی کی وجہ سے سر تعظیم خم کر دیا کرتے تھے۔

ایک مدت تک مغربی اندلس میں علم و فضل کے گوہر لٹائے پھر مشرقی اندلس میں تشنگانِ علومِ نبویہ کو اپنے بحرِ علم سے سیراب کیا۔

آپ کی مدح میں علما کے اقوال:

امام ذہبی نے فرمایا: ”کان إماماً دیناً، ثقةً متقناً، علامةً متبحراً، صاحب سنةً واتباع بلغ رتبة أئمة المجتهدين.“ آپ دیانت دار امام، صاحب ضبط و ثقہ، متبحر عالم دین، تبع سنت اور درجہ اجتہاد پر فائز تھے۔

امام ابن حزم نے فرمایا: ”وكان مع تقدمه في علم الأثر وبصره بالفقه ومعاني الحديث له بسطة كبيرة في علم النسب والخبر.“ علم اثر، حدیث اور فقہ میں بصیرت کے ساتھ ساتھ علمِ انساب اور تاریخ میں یدِ طولی کے مالک تھے۔

تصنیف و تالیف: پوری زندگی تصنیف و تالیف سے وابستہ رہے، تقریباً ستاون کتابیں خلقِ خدا کی نذریں۔ چند مشہور کتابیں یہ ہیں:

(۱) - الإستيعاب في معرفة الأصحاب. (۲) - الاستذكار الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار. (۳) - التمهيد لما في مؤطا من المعاني والأسانيد. (۴) - الشواهد في اثبات الخبر الواحد. (۵) - الإقتفاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء.

آخر الذکر کتاب امامِ اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ کے فضائل پر مشتمل ایک مستند کتاب ہے، اس کے ایک جز کا ترجمہ بنام ”فضائلِ امام شافعی رحمہ اللہ“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

وفات: اندلس کے ایک شہر شاطبہ میں بعمر ۹۵ سال، ربیع الآخر ۴۳۳ھ میں وفات

پائی۔

ماخذ:- ”سیر أعلام النبلاء للذهبي“ و ”الإستذکار“ ترجمۃ المؤلف

نسب، ولادت اور سکونت

فقہاء، محدثین اور علم انساب کے ماہرین کا اتفاق ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب یہ ہے:

”محمد بن ادريس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ“

امام شافعی رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب عبد مناف بن قصی پر حضور ﷺ سے مل جاتا ہے؛ کیوں کہ حضور ﷺ کا سلسلہ نسب یہ ہے:

”محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔“

امام شافعی کو شافعی، شافع کی طرف منسوب کر کے کہا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ ہاشمی ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ مطلبی ہیں؛ کیوں کہ ہاشم و مطلب دونوں بھائی اور عبد مناف کے بیٹے ہیں۔ آپ کی ولادت شام کے علاقے میں ۱۵۰ھ میں ہوئی اور اسی سال امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا وصال ہوا۔

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - ابو بکر محمد بن رمضان بن شاکر حمیری و محمد بن یحییٰ فارسی - محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”میں بمقام غزہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوا، اور جب میں دو سال کا ہوا تو میری ماں مجھے مکہ لے آئیں۔“

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - عبید اللہ عمر عمری تمیمی - حسن بن محمد بن صباح زعفرانی فرماتے ہیں: امام شافعی رحمہ اللہ ۱۹۵ھ میں ہمارے پاس بغداد تشریف لائے^(۱) اور دو

(۱) سفر بغداد میں ہی ابن مہدی نے آپ سے ایک مسئلہ دریافت کیا، اس کے جواب میں آپ نے ”الرسالۃ“ کی تالیف فرمائی اور ”الحجۃ“ بھی اسی سفر میں لکھا۔ ابو ثور، احمد، زعفرانی اور ابو عبد الرحمن نے بغداد میں آپ کی صحبت اختیار کی اور آپ سے علم حاصل کیا۔

سال قیام کرنے کے بعد مکہ چلے گئے۔ دوبارہ ۱۹۸ھ میں بغداد آئے^(۱) اور چند ماہ قیام کے بعد مصر چلے گئے^(۲) اور مصر ہی میں وصال فرمایا، آپ مہندی کا خضاب استعمال کرتے تھے اور عارض ابھرے ہوئے نہ تھے۔

ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ بن عبد الرحمن ساجی رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے نواسے عبد اللہ بن محمد سے نقل کر کے فرمایا: شافعی رحمہ اللہ مطلبی تھے، آپ کی والدہ ماجدہ قبیلہ ”بنو ازد“ سے تعلق رکھتی تھیں، آپ مکہ میں رہتے تھے، وہاں سے مکہ کی نشیبی وادی مقام ”شنیہ“ میں آیا کرتے تھے اور آپ کی شریک حیات (جو آپ کی ام ولد تھیں) کا نام حمہ بنت نافع بن عنبہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رحمہ اللہ ہے۔

حسن بن رشیق - علی بن موسیٰ مرادی - ابوالیمین یاسین بن زرارہ قتیبانی حمیری: جب امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنے قدوم میننت لزوم سے مصر کو شرف بخشا تو میرے دادا ان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے (اور میں بھی ان کے ساتھ تھا) اور اپنے پاس قیام کی درخواست کی تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا: میں اپنے ازدی ماموؤں کے پاس قیام کرنا چاہتا ہوں اور وہیں قیام پذیر ہوں۔

(۱) اس آخری آمد پر ”کراہیسی“ مکمل دو مہینے آپ کی معیت و صحبت میں رہے، انھوں نے آپ سے ان کی کتابوں کی فرمائش کی تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا: زعفرانی کی کتابیں لے کر انھیں کو نقل کر لو، میں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ آپ کی اجازت پر کراہیسی نے زعفرانی سے کتابیں لے لیں۔ اس واقعہ کو رامہرمزی نے زعفرانی اور داؤد سے روایت کیا ہے۔ اس سے پہلے طالب علمی کے زمانے میں جب آپ کو ۱۸۴ھ میں بعض علویوں کے ساتھ یمن سے نکال دیا گیا تو آپ عراق تشریف لائے تھے، اسی سفر میں آپ نے امام محمد رحمہ اللہ سے اجتہاد کے طریقے ازبر کیے اور علم فقہ کی تکمیل کی۔

(۲) ورود مصر کے سلسلے میں روایتیں مختلف ہیں:

(۱) حرمہ نے کہا: امام شافعی رحمہ اللہ مصر ۱۹۹ھ میں تشریف لائے۔

(۲) ربیع کا قول ہے: ۲۰۰ھ میں آئے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے ان روایتوں کے درمیان اس طور پر تطبیق دی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ ۱۹۹ھ کے اخیر میں مصر آئے تھے [جنھوں نے کسر کو شمار نہیں کیا ۱۹۹ھ کا قول کیا اور جس نے کسر کو بھی شمار کیا وہ ۲۰۰ھ کے قائل ہوئے] ۱۴

طلب علم اور اس کے لیے سعی پیہم

احمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی - عبد اللہ بن محمد بن علی - اسلم بن عبد العزیز - مزنی و محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں: امام شافعی رحمہ اللہ سماع حدیث کے شوق میں امام مالک بن انس رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا: ”میں آپ سے ”مؤطا“ کا درس لینا چاہتا ہوں“ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: میرے کاتب خبیب کے پاس جاؤ وہی اس کی قراءت کے ذمے دار ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا: آپ مجھ سے چند صفحات سماعت فرمائیں، اگر آپ کو میری قراءت اچھی لگی تو پڑھوں گا ورنہ نہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: پڑھو، اجازت ملنے کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ پڑھنے لگے، کچھ صفحات پڑھنے کے بعد (امام مالک رحمہ اللہ کی ہیبت سے) پڑھنا بند کر دیا تو ان کی خوبی قراءت اور حسن اعراب کو پسند فرما کر امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: اے جوان! اور پڑھو، چند صفحات پڑھنے کے بعد پھر خاموش ہو گئے تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: اور پڑھو، یہاں تک کہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس پوری ”مؤطا“ پڑھ لی۔

مزنی اور ابن عبد الحکم فرماتے ہیں: اسی لیے امام شافعی رحمہ اللہ ”أخبرنا مالک“ فرماتے ہیں۔

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - ربیع بن سلیمان مؤذن فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”مؤطا“ یاد کرنے کے بعد میں امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: اپنے ساتھ کسی آدمی کو لاؤ جو تمہاری قراءت کی سماعت کرے۔ میں نے عرض کیا: حضور! آپ ہی سماعت فرمائیں، اگر آپ پر گراں گزرے گا تو کسی کو ساتھ لے آؤں گا، تو مجھ سے فرمایا: پڑھو، تو میری قراءت آپ کو پسند آئی آپ نے فرمایا: پڑھتے رہو، یہاں تک کہ میں نے پوری ”مؤطا“ پڑھ لی۔⁽¹⁾

(1) یہ واقعہ امام شافعی رحمہ اللہ کے یمن کوچ کرنے سے پہلے ۲۴۳ھ کا ہے اس وقت آپ تیرہ سال کے تھے۔ جیسا کہ متعدد روایتوں سے ثابت ہے۔ یمن جانے کے وقت آپ کی عمر سترہ برس تھی، عراق جانے تک وہاں قیام پذیر ہے، =

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - محمد بن یحییٰ فارسی - ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے امام محمد بن حسن سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حاصل کیا، مجھ پر ان کا سماع حدیث کا احسان ہے، اور فرمایا: امام محمد بن حسن کے علاوہ جس عالم سے بھی کوئی دقیق فقہی و علمی سوال کیا گیا، میں نے اس کے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھے۔⁽¹⁾

خلف بن قاسم - حسن - محمد بن رمضان - محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: بچپن میں جب طلب علم کا شوق بیدار ہوا تو تنگ حالی دامن گیر تھی اس لیے میں کچہری جاتا اور رڈی کا غذات تلاش کرتا اور ان پر لکھتا تھا۔

= یمن میں رہائش کے دوران حج کے لیے مکہ جایا کرتے تھے، اخذ علم کے لیے امام مالک رحمہ اللہ کی صحبت اہل عمر میں اختیار کی تھی یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ ”موطا“ کی مرویات کے علاوہ کچھ روایتیں امام مالک سے تین واسطوں سے روایت کرتے ہیں۔ ۱۲

(1) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: مدینہ شریف میں فقہ کی ریاست امام مالک تک باقی رہی، لہذا امام شافعی رحمہ اللہ نے ان کی بارگاہ تک رسائی کی اور اخذ علم کیا، اور عراق میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر ختم ہو گئی تو امام شافعی نے آپ کے تلمیذ رشید محمد بن حسن شیبانی سے اخذ علم کیا یہاں تک کہ عراق کی تمام چیزیں امام شافعی رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے حاصل کر لیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ آپ حدیث اور قیاس کے جامع ہو گئے، پھر آپ نے اس علم میں غور و فکر کیا اور کچھ تصرف کر کے قواعد کی بنیاد رکھی اور اصول قائم کیے اور موافق و مخالف سب آپ کے مطیع و فرماں بردار ہو گئے۔

امام محمد رحمہ اللہ عطیہ کے ذریعہ آپ کی مدد فرماتے مہ پچاس اور کبھی اس سے بھی زائد دنانیر آپ کو دیا کرتے تھے۔ ایسا ہی ابو عبیدہ وغیرہ سے مروی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ ہی سے شافعی رحمہ اللہ کا مکہ علم کامل ہوا، آپ ہی کی بارگاہ تربیت کا فیض پاکر وہ میدان علم کے ایک عظیم شہ سوار بن گئے، پھر مکہ آکر فیضان علم عام کرنے لگے۔

آپ کی ملاقات امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے نہیں ہوئی لیکن ان سے امام محمد رحمہ اللہ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں، چنانچہ ”الأم“ و ”مسند الشافعی“ میں ہے:

أبنا محمد بن الحسن عن يعقوب بن إبراهيم عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر أن النبي ﷺ قال: ”الولاء لحمه ك لحمه النسب لا يباع ولا يوهب“ ۱۲۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی تعریف و توصیف میں

ان کے معاصر علما کے اقوال

(۱) سفیان بن عیینہ: اسماعیل بن اسحاق نصری استمبی - حماد بن شقران - ابوسعید بن اعرابی - تیمم بن عبد اللہ رازی - سوید بن سعید نے فرمایا: ہم مکہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس حاضر تھے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تشریف لائے تو ابن عیینہ نے آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا: ”شافعی رحمہ اللہ اپنے زمانے کے جوانوں میں سب سے افضل ہیں۔“

سوید بن سعید سے مروی ہے، فرمایا: ہم مکہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس تھے کہ ایک شخص شافعی کی موت کی خبر لے کر آیا اور کہا کہ شافعی وفات پا گئے تو ابن عیینہ نے فرمایا: اگر محمد بن ادریس وفات پا گئے تو وہ اپنے زمانے کے سب سے افضل شخص تھے۔^(۱)

عبد الرحمن بن عبد اللہ بن خالد ہمدانی - یوسف بن یعقوب نجیری - ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ بن عبد الرحمن ساجی - عبد اللہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا: سفیان بن عیینہ کے پاس تفسیر اور فتاویٰ کی کوئی بات آتی تھی تو امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: اس نوجوان سے پوچھو۔

ساجی - ابراہیم بن عبد الوہاب ابراہی - محمد بن عبد الرحمن جوہری کہتے ہیں کہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس تھا، ان سے کہا گیا: یہاں ایک نوجوان (امام شافعی رحمہ اللہ) ہے جو کہتا ہے: اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث کو لازم پکڑو اور قیاس کو چھوڑ دو، تو سفیان نے فرمایا: اللہ اس نوجوان کو

(۱) یہ خبر خلل سے خالی نہیں؛ کیوں کہ سفیان بن عیینہ کی وفات ۱۹۸ھ میں ہوئی اور امام شافعی رحمہ اللہ کی وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سفیان بن عیینہ کے پاس شافعی کی وفات کی خبر سنائی جائے؟

لہذا صحیح خبر وہ ہے جو ”مناقب الشافعی للبیہقی“ اور ”ترتیب المدارک للقاضي عياض“ میں ہے کہ سوید بن سعید نے کہا: ہم مکہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس تھے، اسی درمیان امام شافعی رحمہ اللہ تشریف لائے سلام کیا اور بیٹھ گئے پھر ابن عیینہ نے ایک رقیق حدیث سنائی تو امام شافعی رحمہ اللہ پر غشی طاری ہو گئی تو کہا گیا: اے ابو محمد! محمد بن ادریس مر گئے، اس پر ابن عیینہ نے فرمایا: ”ان کان مات محمد فقد مات أفضل أهل زمانه۔“ ۱۲

جزائے خیر عطا فرمائے، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالُوا سُبْحَنَّا فَتَنَّا يَبُذُّهُمْ يُقَالُ لَهُ اِبْرَاهِيمُ ﴿١﴾

ترجمہ: ان میں کچھ بولے ہم نے ایک نوجوان کو انھیں برا کہتے سنا جسے ابراہیم کہتے ہیں۔

(کنز الایمان)

نیز ارشاد ہے: اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ﴿٢﴾

ترجمہ: وہ کچھ نوجوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو ہدایت بڑھائی۔

(کنز الایمان)

(۲) مسلم بن خالد زنجی فقیہ مکہ: احمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی - عبد اللہ بن محمد بن علی - سلم بن عبد العزیز - ابو محمد ربیع بن سلیمان - حمیدی کہتے ہیں کہ مسلم بن خالد زنجی نے امام شافعی رحمہ اللہ سے فرمایا: اے ابو عبد اللہ! فتویٰ دو اب تمہارے فتویٰ دینے کا وقت آگیا، اس وقت آپ نے زندگی کی پندرہ بہاریں دیکھی تھیں۔

ساجی نے اس کو اس طرح ذکر فرمایا: ربیع بن سلیمان - حمیدی کہتے ہیں کہ میں نے مسلم بن خالد زنجی کو امام شافعی رحمہ اللہ سے فرماتے ہوئے سنا: تمہارے فتویٰ دینے کا وقت آگیا، اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی۔

(۳) یحییٰ بن سعید قطان: خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - عبید اللہ بن ابراہیم عمری - حسن بن محمد زعفرانی کہتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ نے فرمایا: میں چار سالوں سے نماز اور خارج نماز میں امام شافعی رحمہ اللہ کے لیے خصوصی دعا کرتا ہوں؛ کیوں کہ وہ کوئی بھی بات کرتے ہیں تو اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث صحیح پیش کرتے ہیں۔

ساجی نے ذکر کیا: داؤد بن علی اصفہانی - حارث نقال کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید قطان کو کہتے ہوئے سنا: میں نماز میں بھی اللہ تعالیٰ سے امام شافعی رحمہ اللہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔

(۴) عبد الرحمن بن مہدی: ساجی - محمد بن اسماعیل اصفہانی - موسیٰ بن عبد الرحمن بن

(1) قرآن مجید، سورۃ انبیاء، آیت نمبر ۶۰۔

(2) قرآن مجید، سورۃ کہف، آیت نمبر: ۱۳۔

مہدی کہتے ہیں کہ میرے والد نے بصرہ میں بچپن لگوا یا، نماز پڑھ لی اور نیا وضو نہیں کیا تو لوگوں نے ان پر طعن و تشنیع کیا اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا، اور یہی مسئلہ امام شافعی رحمہ اللہ کی بارگاہ میں والد ماجد کے خط بھیجنے کا سبب بن گیا پھر امام شافعی رحمہ اللہ نے خط کا جواب کتاب ”الرسالة“ کی صورت میں میرے والد کے پاس لکھ کر بھیجا اور وہ خط مجھے آج بھی بعینہ معلوم ہے۔

ساجی نے بروایت داؤد بن علی اصفہانی ذکر کیا کہ حارث نقل کہتے ہیں: عبد الرحمن بن مہدی کے پاس امام شافعی رحمہ اللہ کا خط میں نے ہی پہنچایا۔

عمر بن عباس رازی نے فرمایا: میں عبد الرحمن بن مہدی کی بارگاہ میں حاضر تھا اتنے میں ان کے پاس امام شافعی کا خط آیا، انھوں نے اسے پڑھا اور فرمایا: ”یہ دانش مند نوجوان کا خط ہے۔“
خلف بن احمد و عبد الرحمن بن یحییٰ - احمد بن سعید - عبد اللہ بن محمد قزوینی - محمد بن یعقوب بن فرج - علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن ادریس شافعی سے کہا: عبد الرحمن بن مہدی کے خط کا جواب دو جس میں انھوں نے آپ سے سوال کیا ہے، وہ آپ کے جواب کے مشتاق ہیں تو امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں اپنی مشہور کتاب ”الرسالة“ تصنیف فرمائی جو حقیقت میں عبد الرحمن بن مہدی کی طرف ان کا بھیجا ہوا خط ہے۔

(۵) محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم: ابو عمر احمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی - عبد اللہ بن محمد بن علی - اسلم بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم نے فرمایا: اگر امام شافعی رحمہ اللہ نہ ہوتے تو مجھے کسی کو جواب دینے کا سلیقہ نہ آتا، میرے پاس جو بھی علم ہے سب انھیں کا صدقہ ہے، انھوں نے ہی مجھے قیاس کا طریقہ بتایا، وہ سنت پر عمل کرنے والے اور صاحب فضل و کمال بزرگ تھے، اللہ تعالیٰ نے انھیں عقل سلیم اور فکر مستقیم کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت سے نوازا تھا۔

(۶) عبد اللہ بن عبد الحکم: عبد اللہ بن محمد بن یوسف - یحییٰ بن مالک بن عائد - سلیمان بن ابو شریف - احمد بن محمد بن جریر - محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے کہا: محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کی صحبت کو لازم پکڑو، کیوں کہ میں نے اصول علم، یا اصول فقہ میں ان سے زیادہ صاحب بصیرت کسی کو نہ دیکھا۔

(۷) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ: خلف بن قاسم - حسن بن شقیق - علی بن یعقوب - یعقوب بن اسحاق کہتے ہیں: ہم امام شافعی رحمہ اللہ کے درس میں حاضر ہوتے اور ہم سے پہلے ان کی درس گاہ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پہنچ جاتے مسلسل یہ طریقہ جاری رہا یہاں تک کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کی ساری کتابیں سماعت کر لیں۔

خلف بن قاسم فرماتے ہیں: ابو ثور کی سند سے ہمیں خبر پہنچی، انھوں نے فرمایا: امام احمد بن حنبل امام شافعی رحمہ اللہ کی درس گاہ میں ہمارے ساتھ حاضر ہوتے اور سماعت حدیث کرتے۔

ساجی نے کہا کہ ہم سے داؤد بن علی اصفہانی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسحاق بن راہویہ سے سنا: مکہ مکرمہ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے فرمایا: چلو تمہیں ایسے شخص کو دکھاؤں جس کے مثل تمہاری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اس کے بعد انھوں نے مجھے امام شافعی رحمہ اللہ کو دکھایا۔^(۱)

(۱) ابن راہویہ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: تم امام شافعی کی مجلس میں کیوں نہیں بیٹھتے ہو؟ میں نے کہا: میں ان سے کیا حاصل کر سکتا ہوں جب کہ وہ میرے ہی ہم عمر ہیں؟ کیا میں ابن عیینہ اور تمام اجلہ مشائخ کو چھوڑ دوں؟ تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: تم پر افسوس! ان کی تلافی ہو سکتی ہے مگر ان کی تلافی نہیں ہو سکتی ہے۔

پھر ابن راہویہ امام شافعی رحمہ اللہ کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور دونوں کے مابین مکہ مکرمہ کے مکانوں کے کرایے کے مسئلہ پر بحث ہونے لگی، امام شافعی رحمہ اللہ نے بحث میں نرمی سے کام لیا اور ابن راہویہ نے اپنے مسئلہ کے اثبات میں خوب مبالغہ کر دیا، جب ابن راہویہ اپنے دلائل پیش کر چکے تو ”مرو“ کے ان کے ایک ساتھی نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ”مردک را کمالے نیست“ یعنی ”یہ کیسا آدمی ہے جسے کوئی کمال ہی نہیں۔“

امام شافعی رحمہ اللہ اس کی بات سمجھ گئے اور دوبارہ تقریر شروع کر دی یہاں تک کہ دلیل دے کر ابن راہویہ کو خاموش کر دیا پھر حاضرین سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا: اسحاق بن راہویہ، فرمایا: تم وہی اسحاق ہو جسے خراسان ہوالے فقیہ کہتے ہیں، انھوں نے کہا: جی ہاں! امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: کاش تمہارے سوا کوئی اور ہوتا تو میں اس کے کان کھینچتا۔

ان دونوں حضرات کا ایک مباحثہ ”جلود مہیتہ“ کے سلسلے میں ہے جس میں ابن راہویہ غالب ہوئے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے وصال کے بعد آپ کی موت پر ابن راہویہ بہت پشیمان رہا کرتے تھے یہاں تک کہ احمد بن سلمہ نیساپور نے ایک واقعہ بیان کیا ہے:

ابن راہویہ نے ”مرو“ کے ایک شخص کی لڑکی سے شادی کر لی جس کے پاس امام شافعی کی کتابیں تھیں، ابن راہویہ ”جامع کبیر“ کو امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب پر اور ”جامع الصغیر“ کو ”جامع الثوری الصغیر“ پر پیش =

عبداللہ بن محمد بن یحییٰ - احمد بن حمدان - عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) سے پوچھا، والد محترم! امام شافعی رحمہ اللہ میں کیا بات ہے کہ آپ اکثر ان کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں، تو انھوں نے جواب دیا: اے جان پدر! امام شافعی رحمہ اللہ کی مثال ایسی ہے جیسے دنیا کے لیے آفتاب اور انسان کے لیے صحت و تندرستی۔ اب تم ہی بتاؤ کہ ان دونوں سے بالاتر دنیا میں کون سی چیز ہے؟

محمد بن ابراہیم - محمد بن احمد یحییٰ - محمد بن ایوب رقی - ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالحق بزار - عبد الملک بن عبد الحمید میمون کہتے ہیں کہ میں ابو عبد اللہ امام احمد بن حنبل کی مجلس درس میں حاضر تھا اسی دوران امام شافعی رحمہ اللہ کا تذکرہ ہونے لگا، میں نے دیکھا کہ امام احمد بن حنبل آپ کی تعریف و توصیف کر رہے ہیں۔ پھر فرمایا: مجھے خبر پہنچی، یا فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے:

”بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے سرے پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس کے دین کے معاملے کو پختہ کرے گا۔“

پھر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ پہلی صدی کے آخر میں عمر بن عبد العزیز ہوئے اور دوسرے صدی کے آخر میں امام شافعی رحمہ اللہ۔

ابو عمر زاہد محمد بن عبد الواحد - ابو علی حسین بن عبد اللہ خرقی - صالح بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں: یحییٰ بن معین سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے مجھ سے کہا: آپ کے والد جو کر رہے ہیں اس پر ان کو شرم نہیں آتی، میں نے کہا: وہ ایسا کون سا کام کر رہے ہیں۔ تو انھوں نے کہا: میں نے ان کو شافعی کے ساتھ اس حال میں دیکھا ہے کہ شافعی رحمہ اللہ سواری پر سوار تھے اور آپ کے والد رکاب تھامے ہوئے پیدل چل رہے ہیں، میں نے یہ بات اپنے والد سے بیان کی تو انھوں نے فرمایا: جب وہ دوبارہ ملیں تو ان سے کہہ دینا کہ اگر آپ فقیہ بننا چاہتے ہیں تو امام شافعی رحمہ اللہ کی

= کرتے، اس درمیان ابو اسماعیل ترمذی، نیساپور آئے جن کے پاس امام شافعی رحمہ اللہ کی کتابیں تھیں جو انھوں نے بولطی سے حاصل کی تھیں، تو اسحاق نے ان سے کہا: جب تک میں زندہ ہوں شافعی رحمہ اللہ کی کتابوں سے حدیث نہ بیان کرو، پس جب تک وہ نیساپور میں رہے بیان نہیں کیا۔

ذہبی نے ابن سلمہ کی اس حکایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱۲

سواری کی دوسری رکاب تھام لیں۔

عبداللہ بن محمد بن یحییٰ - ابن حمدان - عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا: امام شافعی رحمہ اللہ اپنے زمانے کے فصیح ترین لوگوں میں سے تھے، میں نے عرض کیا: کیا ان کے دانت تھے؟ جواب دیا: درازگی عمر کی وجہ سے نہیں رہ گئے تھے۔

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد احمد کو کہتے ہوئے سنا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ہم سے فرمایا: تم لوگ حدیث اور اسماء رجال کا مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہو، صحیح حدیث ہو تو مجھے بتانا خواہ کوئی ہو یا بصری یا شامی، اگر صحیح ہوگی تو میں اسے اختیار کر لوں گا۔⁽¹⁾

(1) امام ذہبی نے ”سیر أعلام النبلاء“ میں یہ خبر ذکر کرنے کے بعد تحریر کیا ہے:

”امام شافعی رحمہ اللہ نے مجازی نہیں فرمایا؛ کیوں کہ وہ حجاز کی احادیث سے آگاہ تھے اور نہ ہی مصری کہا؛ کیوں کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے علاوہ سارے لوگ مصر کی حدیثوں کے بارے میں پست تھے۔

اشکال: امام شافعی رحمہ اللہ سے یہ قول مروی ہے کہ ہر وہ حدیث جو عراق سے آئے اور اس کی اصل حجاز میں نہ ہو تو اسے قبول نہ کرو خواہ صحیح ہی کیوں نہ ہو۔

امام ذہبی نے ”سیر أعلام النبلاء“ میں امام شافعی کے حالات میں قول مذکور ذکر کرنے کے بعد فرمایا: امام شافعی رحمہ اللہ نے اس قول سے رجوع فرمایا اور اہل عراق کی جس حدیث کی سند ثابت ہوئی اس کی تصحیح فرمائی۔“

امام ذہبی امام مالک رحمہ اللہ کے حالات میں رقم طراز ہیں:

ایسا ہی کچھ امام مالک رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ اہل عراق کی حدیث میں توقف فرماتے تھے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اس موقف کی مخالفت کی ہے اور جو ان کے نزدیک صحیح تھی اسی کو حجت قرار دیا ہے۔

نوٹ: اس طرح کے کلمات اگر محدثین و فقہاء سے ثابت ہوں تو وہ صرف اہل حجاز کی حدیث کی اہمیت بیان کرنے کے لیے ہیں، اس لیے کہ حجازی احادیث کا خزن اور ان کا مصدر اڑل ہے، اس کا مقصد اہل عراق کی حدیث کو لغو قرار دینا ہرگز نہیں؛ کیوں کہ اس طرح کی بات عقل سے باور ہے اور کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں۔

علامہ عثمی نے فرمایا: کوفہ میں تقریباً پندرہ سو صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی جن میں ستر کے قریب بدری صحابہ تھے، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ محدثین کرام اہل عراق کی حدیثوں کو قبول ہی نہ کریں۔

یہ تعداد ان حضرات کے علاوہ ہے جنہوں نے کچھ دنوں تک وہاں اقامت اختیار کی اور اس کے گوشے گوشے میں اپنے علم کے گوہر لٹائے پھر دوسرے علاقے میں تشریف لے گئے، نیز یہ تعداد عراق کے دوسرے شہروں کے صحابہ کو شامل نہیں ہے۔

اگر آپ اہل عراق کی فقہ و حدیث میں ہمہ دانی سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں تو علامہ کوثری کی کتاب ”فقہ اہل عراق و حدیثہم“ کا مطالعہ کریں۔ ۱۲

عبداللہ نے کہا کہ میرے والد نے کہا: امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں امام مالک بن انس رحمہ اللہ کی بارگاہ میں ”موطا“ پڑھتا تھا تو ان کو میری قراءت بہت پسند آئی۔ والد محترم فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ فصیح اللسان تھے۔

ابوبیسیٰ ساجی نے ذکر کیا کہ میں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں: میرے والد نے مجھ سے امام شافعی رحمہ اللہ، مالک بن انس رحمہ اللہ اور حاتم بن اسماعیل کی سند سے حدیث صحیح بیان کی۔ میرے والد راے کو ناپسند فرماتے تھے مگر امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھتے تھے۔ نیز فرماتے ہیں: میرے والد نے مجھ سے شافعی، مالک اور درادری کی سند سے کثیر حدیثیں بیان کیں۔

ساجی۔ حسن بن اوریس سجستانی۔ محمد بن بیثم۔ محمد بن وارہ رازی فرماتے ہیں: میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے عرض کیا: میں نے کثیر احادیث جمع کر لی ہیں، اب راے میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: ایسا نہ کرنا۔ میں نے عرض کیا: اوزاعی یا ثوری یا مالک ہی کی راے لکھ لوں، تو آپ نے فرمایا: اگر تم راے لکھنا ہی چاہتے ہو تو امام شافعی رحمہ اللہ کی راے لکھو اور اس کے لیے تم بویطی کے پاس جاؤ اور اگر ان سے ملاقات نہ کر سکو تو مکہ چلے جاؤ اور ابو الولید بن ابی الجارود سے ملاقات کرو۔

ساجی نے ذکر کیا کہ ہم سے ہمارے ایک دوست نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے مروزی کو کہتے ہوئے سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا: ”جس محدث کا تعلق بھی قلم دوات سے ہے، اس کی گردن پر امام شافعی رحمہ اللہ کا احسان ہے۔“ مروزی کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی ربیع بن سلیمان سے بھی سنا تو ہم نے کہا، اے ابو محمد! یہ کیسے؟ جواب دیا: بے شک اصحاب راے، محدثین کا مذاق اڑاتے تھے تو امام شافعی رحمہ اللہ نے انھیں سکھایا اور ان پر حجت قائم کی۔

ساجی۔ یزید بن مجاہد۔ محمد بن لیث رازی۔ احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: چالیس سال سے میں ہر نماز میں امام شافعی رحمہ اللہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔

ساجی۔ محمد بن خالد کرمانی۔ فضل بن زیاد قطان کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے

فرمایا: تم جو کچھ مجھ سے روایت کرتے ہو، یا جو کچھ مجھ سے سیکھا ہے وہ سب امام شافعی رحمہ اللہ کا صدقہ ہے۔ فلاں۔ میں ان کا وصال ہوا۔ میں اللہ کی بارگاہ میں مسلسل ان کے لیے دعا و استغفار کرتا ہوں۔^(۱)

(۸) اسحاق بن راہویہ: اسماعیل بن اسحاق نصری وقاسم بن محمد بن عسلون۔ خالد بن سعد۔ محمد بن قاسم بن محمد۔ احمد بن شعیب نسائی۔ عبید اللہ بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے اسحاق بن راہویہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ ہمارے نزدیک امام ہیں۔“

(۹) ہارون بن سعید ابلی: ساجی۔ عبد الرحمن بن احمد بن حجاج۔ ہارون بن سعید بن ہیشم ابلی کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کے مثل کبھی نہیں دیکھا، وہ ہمارے پاس مصر تشریف لائے تو لوگوں نے کہا کہ ایک قریشی فقیہ آیا ہے، ہم ان کے پاس آئے وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے ان سے زیادہ خوب صورت چہرہ کبھی نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ اچھی نماز پڑھنے والا نہ دیکھا،

(۱) ابوالحسن بن ابی یعلیٰ نے ”طبقات“ میں ابو بکر احمد بن محمد بن حجاج مروزی کا یہ قول نقل کیا ہے: میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا کوئی شخص امام شافعی کی کتابیں لکھ سکتا ہے، جواب دیا، نہیں۔ میں نے کہا کیا ”الرسالۃ“ لکھ سکتا ہے، کہا: نئی چیز کے بارے میں مجھ سے سوال نہ کرو، میں نے کہا، آپ نے تو لکھا ہے، کہا: معاذ اللہ مالک، سفیان، شافعی، اسحاق بن راہویہ اور ابو عبید میں سے کسی کی باتوں کو نہ لکھو۔ نیز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ سے ”موطا مالک“ اور ”جامع سفیان“ کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک کون سی کتاب زیادہ پسندیدہ ہے، تو فرمایا: نہ یہ نہ وہ۔

ابوموسیٰ مدینی نے ”النصح الجلی“ میں بطریق حسین بن عبد اللہ، اترم سے روایت کی ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: میں امام شافعی رحمہ اللہ کی مجلس درس میں اکثر بیٹھتا تھا لیکن جب وہ مصر آگئے تو ان کی روش بدل گئی اور وہ متاویل و قیاس سے کام لینے لگے۔ اور اس طرح کی دوسری روایتیں مردود ہیں اور وہ حشویہ کی گڑھی ہوئی ہیں انھوں نے امت مسلمہ کو ائمہ فرقہ سے برگشتہ کرنے کے لیے انھیں گڑھا ہے، اسی طرح ان لوگوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے اصحاب کے ساتھ بھی کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے تو ان ائمہ کبار خصوصاً امام شافعی رحمہ اللہ کی تعظیم و تکریم ثابت ہے۔

ابن واریہ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی ان کتابوں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو عراقیوں کے پاس ہیں آیا وہ کتابیں زیادہ پسندیدہ ہیں، یا وہ جو مصر میں ہیں۔ فرمایا: ان کتابوں کو دیکھو جو انھوں نے مصر میں مرتب کی ہیں؛ اس لیے کہ انھیں عراق میں مرتب کیا تھا لیکن مستحکم نہیں ہو پائی تھیں کہ مصر آگئے اور وہیں پر انھیں مستحکم فرمایا۔ ۱۲

ہم ان پر فریفتہ ہو گئے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے اور بات شروع کی تو ہم نے ان سے زیادہ عمدہ کلام کرنے والا نہ دیکھا۔

عبد الرحمن کہتے ہیں کہ ہم سے ہارون بن سعید نے کہا: اگر امام شافعی رحمہ اللہ پتھر کے اس ستون کو لکڑی ثابت کرنے کے لیے مناظرہ فرمائیں، تو وہ اپنی قادر الکلامی کی بنا پر ثابت کر دیں گے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا لوگوں کو حفظ احادیث پر آمادہ کرنے اور اس کی رغبت دلانے، سنت کی اتباع کرنے اور اہل کلام و اہل بدعت سے نفرت و بے زاری کا بیان

ابراہیم بن شاکر - محمد بن احمد بن یحییٰ - اسحاق بن محمد بن یعقوب - ساجی - یہ حسین کرامیسی سے روایت کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے علم کلام میں سے کچھ پوچھا گیا تو ناراض ہو گئے اور فرمایا: یہ اسی جیسے لوگوں کا کلام ہے یعنی ”حفص فرد“ اور اس کے متبعین (اللہ انہیں رسوا کرے) (1)

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - احمد بن محمد بن سلامہ - یونس بن عبد الاعلیٰ کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے مجھ سے اس دن کا تذکرہ کیا جس دن انھوں نے ”حفص فرد“ سے مناظرہ کیا تھا اور اس کی اکثر رواد بتادی، پھر فرمایا: اے ابو موسیٰ اس دن تم غائب تھے۔ (میری کنیت ابو موسیٰ آپ ہی نے اس دن رکھی) بخدا! اگر میں اہل کلام کے کسی بھی امر پر مطلع ہوا تو اس پر یقین نہیں کروں گا، اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو شرک کے علاوہ ہر منہی عنہ میں مبتلا کر دے تو یہ اس کے لیے علم کلام میں پڑنے سے بہتر ہے۔

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - محمد بن سفیان بن سعید خیاط - محمد بن اسماعیل اصفہانی - جاردی فرماتے ہیں: امام شافعی رحمہ اللہ کے پاس ابراہیم بن علیہ کا تذکرہ ہوا تو آپ نے

(1) حفص فرد: ابن حجر ”تصбір المتنبہ“ میں فرماتے ہیں: حفص، فاکہ فتح کے ساتھ ہے، قاموس میں ہے: ”حفص فرد“ مصری ہے جو فرقہ جریہ سے تعلق رکھتا ہے، ”میزان الاعتدال“ للذہبی میں ہے: ”حفص فرد“ مبتدع ہے، امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اس کا تعلق علم کلام سے ہے، اس کی حدیث قابل قبول نہیں، امام شافعی نے اسے اپنے مناظرہ میں کافر قرار دیا ہے۔“ ۱۲

فرمایا: میں ہر چیز میں اس کا مخالف ہوں یہاں تک کہ کلمہ ”لا إله إلا الله“ میں بھی، وہ جس طرح پڑھتا ہے ویسا میں نہیں پڑھتا ہوں، میں پڑھتا ہوں ”لا إله إلا الله الذي كلم موسى عليه السلام تكليماً من وراء الحجاب“ نہیں ہے معبود مگر اللہ جس نے موسیٰ علیہ السلام سے پردے کی آڑ سے کلام کیا۔ اور وہ اس طرح پڑھتا ہے ”لا إله إلا الله الذي خلق كلاماً أسمع موسى من وراء الحجاب“ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جس نے کلام پیدا کر کے پردے کی آڑ سے موسیٰ علیہ السلام کو سنایا۔

حسن - علی بن یعقوب - ربیع بن سلیمان کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو آیت کریمہ: كَلَّمَآ اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمْ يَحْجُبُوْنَ ﴿٥﴾ (1) کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا: اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات کا علم دیا کہ کچھ لوگ قیامت کے دن بغیر حجاب کے اللہ کا دیدار کریں گے اور وہ مومنین ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے، سرکار اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”ترون ربکم عزوجل يوم القيامة كما ترون الشمس لا تضامون في رؤيتها“

ترجمہ: روز قیامت تم اپنے رب عزوجل کا دیدار کرو گے جیسے سورج کو دیکھتے ہو جسے دیکھنے میں تمہیں شک نہیں ہوتا۔

محمد بن یحییٰ فارسی - محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کلام و خواہشات میں کتنا گناہ ہے تو اس سے ایسے بھاگیں جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔“

حسن - سعید بن زکریا نجفی - یونس بن عبد الاعلیٰ کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اگر کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ اسمیٰ کا غیر ہے یا شے مشیتا کا غیر ہے تو اس کے زندگی ہونے پر گواہ ہو جاؤ۔“

حسن بن محمد بن ضحاک - حرمہ بن یحییٰ کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے سنا: ”اہل

(1) ترجمہ: ہاں ہاں بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں (کنز الایمان)

قرآن مجید، سورہ مطففین، آیت نمبر: ۱۵۔

اہوا کا ایک گروہ ہے جو جھوٹی گواہی دینے میں رافضیوں سے بڑھ کر ہے۔“
 حسن - محمد بن یحییٰ فارسی - محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم - امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
 میں نے ابن عیینہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جابر جعفی سے میں نے ایسی بات سنی جس سے میں اس
 خوف سے بھاگا کہ کہیں ہم پر چھت نہ گر جائے۔“

حسن - محمد بن سفیان - محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے جارودی کو کہتے ہوئے سنا: امام
 شافعی رحمہ اللہ مصر میں ایک مرض میں مبتلا ہوئے جس سے شفا کی امید نہ رہی پھر افاقہ ہوا تو ہر
 شخص آپ سے کہتا، میں کون ہوں؟ تو آپ اس کا جواب دیتے، پھر حفص فرد نے بھی کہا، اے ابو
 عبد اللہ! میں کون ہوں؟ آپ نے جواب دیا کہ تو حفص فرد ہے، اللہ تیری حفاظت و نگہبانی نہ
 کرے، تجھے تباہ کر دے مگر یہ کہ تو اس سے توبہ کر لے جس میں ملوث ہے۔

حسن - محمد بن ابراہیم انماطی و عبید اللہ بن عمر عمری - حسن بن زعفرانی کہتے ہیں، ہم نے
 امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اہل کلام کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ انہیں چھڑی
 سے مارا جائے، اونٹوں پر سوار کر کے قبیلہ قبیلہ گھمایا جائے اور اعلان کیا جائے کہ یہ اس شخص کی سزا
 ہے جو کتاب و سنت کو ترک کر کے کلام میں محو ہو جائے۔“

اور ساجی نے بروایت ابو ثور و کرامیسی ذکر کیا ہے کہ ان حضرات نے بھی امام شافعی رحمہ اللہ
 کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اور بروایت زعفرانی ذکر کیا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ علم کلام کو سخت
 ناپسند فرماتے تھے اور ساجی نے امام شافعی کے مندرجہ ذیل اشعار بھی ذکر کیے ہیں۔ (امام شافعی
 رحمہ اللہ کی جانب ان اشعار کی نسبت میں کوئی اختلاف نہیں ہے)

ما شئتَ کان وإن لم أشأْ وما شئتَ إن لم تشأْ لم یکن
 تو نے جو چاہا وہ ہوا اگرچہ میں نہ چاہوں اور اگر میں بھی مگر تو نہ چاہے تو اس کا وجود
 ناممکن ہے۔

خلقت العباد علی ما علمتْ وفي العلم یحری الفتی والمسن
 تو نے بندوں کو اپنے علم کے مطابق پیدا فرمایا، تیرا علم تو نوجوان اور سن رسیدہ سب کو محیط

على ذا منت وهذا خذلت وهذا أعنت وذالم تعن

اس پر تو نے احسان کیا اور اسے نامر اور کھا، اس کی مدد کی اور اس کو خائب و خاسر رکھا۔

فمنهم شقي ومنهم سعيد ومنهم قبيح و منهم حسن

پس بندوں میں کچھ بد بخت ہیں اور کچھ نیک، کچھ بد صورت ہیں اور کچھ خوب صورت۔

عبداللہ بن محمد بن یوسف - محمد بن احمد بن یحییٰ بن مفرج - ابوالاحمد منصور بن احمد ہروی - ابو احمد عبداللہ بن ابی سفیان - ابوالبرہیم اسماعیل بن یحییٰ مزنی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کو یہ اشعار بذات خود پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

(ابو عمر کہتے ہیں) یہ اشعار تقدیر پر ایمان کے بارے میں بہت پختہ دلیل ہیں۔

ابوالقاسم عبید اللہ بن عمر بغدادی شافعی (جنہیں امیر المومنین حکم مستنصر باللہ نے طلب کیا اور ”زہرا“ میں ٹھہرایا) - محمد بن علی - ربیع کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ایمان قول و فعل اور اعتقاد قلبی کا نام ہے، کیا اللہ کے اس فرمان کو نہیں دیکھتے ”وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ أَيْمَانَكُمْ“^(۱) یعنی تم نے بیت المقدس کی طرف جو نمازیں پڑھی تھیں ان کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں فرمائے گا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان سے موسوم کیا اور نماز قول و عمل اور اعتقاد ہی کا تو نام ہے۔“

ربیع کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ایمان کمی اور زیادتی کو قبول کرتا ہے۔“

ربیع بن سلیمان، ابو حنیفہ قحزم بن عبداللہ بن قحزم اسوانی، مزنی، حرملہ بن یحییٰ وغیرہ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت کی، انھوں نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے آخرت میں اللہ کا دیدار کریں گے۔“ امام شافعی رحمہ اللہ سے یہی روایت صحیح ہے۔

بعض اہل کلام نے امام شافعی رحمہ اللہ سے اس کے خلاف بھی روایت کیا ہے لیکن صحیح وہ ہے جس کو مزنی نے بروایت ابن ہرم ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے

سنائے انھوں نے ارشاد باری تعالیٰ: كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَّحْجُوْبُونَ ﴿٥﴾ (1) کے بارے میں فرمایا: ”یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے آخرت میں اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔“

امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول آخرت میں دیدار الہی کے بارے میں صریح ہے۔
ابو القاسم کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا طریقہ عمل یہ ہے کہ حضور ﷺ سے جو بھی خبر صحیح طریقے سے ثابت ہو وہی آپ کا قول اور مذہب ہے۔ اور میں شوافع میں سے کسی کو نہیں جانتا ہوں جس نے اس کی مخالفت کی ہو۔

ابو القاسم - ابو بکر محمد بن علی مصری - ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”قرآن، اللہ تعالیٰ کا کلام، غیر مخلوق ہے۔“

ابو الحسن علی بن ابراہیم ستملی - ابو نعیم عبد الملک بن محمد جرجانی کہتے ہیں کہ ربیع سے قرآن کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: ایک شخص امام شافعی رحمہ اللہ کے پاس قرآن کے بارے میں مناظرہ کے لیے آیا، اس نے کہا: قرآن مخلوق ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے اس سے فرمایا: ”کفرت باللہ العظیم“ با خدا! تم نے کفر کیا۔

ابو القاسم - ابو بکر - محمد بن علی مصری وابو علی حسن بن حبیب - ربیع بن سلیمان کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ابو بکر، عثمان اور علی خلفائے راشدین مہدیین رحمہم اللہ ہیں۔“

ابو القاسم کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن ربیع بن مالک اندلسی نے مصر میں بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حرمہ بن یحییٰ سے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے دریافت کیا، اے ابو عبد اللہ! حضور ﷺ کے بعد خلفا کون ہیں؟ تو فرمایا: ”پانچ ہیں: ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور عمر بن عبد العزیز رحمہم اللہ۔“

امام شافعی رحمہ اللہ کا فضل و کمال

عبدالوارث بن سفیان - قاسم بن اصبح - احمد بن زہیر - منصور بن ابی مزاحم - عدی بن فضل - ابو بکر بن ابی الجمہر -⁽¹⁾ ابو جہم ابن عباس رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں: مجھ سے حضرت علی بن ابی طالب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قریش کو مقتدی نہ بناؤ بلکہ ان کی اقتدا کرو، انھیں سکھاؤ نہ بلکہ ان سے سیکھو، کیوں کہ قریش کے ایک فرد کی امانت دو امینوں کی امانت کے برابر ہے اور بے شک قریش کے ایک عالم کا علم زمین کے سارے طبقات کو بھر دے گا۔“

اصمعی کہتے ہیں: ”قریش صاحبان حساب و کتاب اور اس امت کا حسن ہیں، ان کے ایک عالم کا علم زمین کے طبقات کو بھر دے گا۔“

احمد بن زہیر کہتے ہیں: ”محدثین، قریش کے ایک عالم سے امام شافعی رحمہ اللہ کو مراد لیتے ہیں۔“

ابو جعفر عقیلی تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں:⁽²⁾ عبد اللہ بن محمد - مزنی - سعید بن ابی ایوب - صالح بن رستم دمشقی عطابن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”قریش کی تعظیم کرو؛ اس لیے کہ ان کا ایک عالم اپنے علم سے روئے زمین کو بھر دے گا۔“

خلف بن قاسم - امام محمد بن سفیان بن سعید - ربیع بن سلیمان کہتے ہیں میں نے امام شافعی سے سنا: ”علم دو طرح کے ہیں ایک علم ادیان اور دوسرا علم اجسام۔“

(1) عدی بن فضل متروک ہیں یعنی متہم بالکذب ہونے کی وجہ سے ان کی روایت کو ترک کر دیا گیا ہے۔ اور ابو بکر اور ان کے والد مجہول ہیں، اس روایت کے علاوہ ان کی کوئی بھی روایت مشہور نہیں ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے ”توالی التانیس“ میں تحریر کیا ہے۔ ۱۲

(2) عقیلی کی حدیث مرسل و منقطع ہے، اس کی سند میں صالح بن رستم دمشقی ہیں جو مجہول الحال ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مجہول العین ہیں۔ اور مزنی کی ملاقات سعید سے ثابت نہیں۔ لیکن یہ حدیث بھی ضعیف طریقوں سے دوسرے الفاظ سے ثابت ہے لہذا ابوجہ تعدد بخارج قدرے قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ ۱۲

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - علی بن یعقوب بن سوید - ربیع بن سلیمان کہتے ہیں: امام شافعی رحمہ اللہ یونس بن عبد الاعلیٰ سے فرما رہے تھے: اے ابو موسیٰ! ”تم فقہ ضرور سیکھو؛ کیوں کہ وہ شامی سب کے درخت کی طرح ہے، جو اسی سال پھل دیتا ہے۔“

خلف بن قاسم - حسن - محمد بن یحییٰ بن آدم - احمد بن محمد بن جریر نحوی - ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں: ”علم کی طلب نفل نماز سے افضل ہے۔“

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - محمد بن اسماعیل کندی - یونس بن عبد الاعلیٰ کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”عقل تجربہ کا نام ہے۔“

خلف - حسن - محمد بن یحییٰ بن آدم - ربیع بن سلیمان کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے ان کی بیماری کے ایام میں فرماتے سنا: ”میری تمنا ہے کہ لوگ ان کتابوں میں جو کچھ بھی ہے جان جائیں بشرطے کہ ان میں سے کچھ بھی میری جانب منسوب نہ کریں۔“

عبد الرحمن بن یحییٰ و خلف بن احمد - احمد بن سعید بن حزم - صالح بن محمد اصفہانی - ابو محمد (امام شافعی رحمہ اللہ کے نواسے) - زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے سنا: ”میری تمنا ہے کہ میری ان کتابوں میں قرآن و سنت کے جو معانی و مفہام موجود ہیں ان کو لوگ سمجھ جائیں اور انھیں خلق خدا تک پہنچائیں اگرچہ میری طرف منسوب نہ کریں۔“

مزنی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں امام شافعی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ کا ایک خیاط پڑوسی آپ کے پاس آیا، آپ نے اس سے اپنی گھنڈیاں درست کرنے کے لیے کہا، اس نے درست کر دیں، اس کے بدلے میں امام شافعی رحمہ اللہ نے اسے ایک دینار دیا، خیاط آپ کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگا، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اسے لے لو، اگر اس سے زیادہ ہمارے پاس ہوتا وہ بھی تمھیں دے دیتے۔“ اس پر خیاط نے کہا، اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے! ہم تو آپ کے پاس سلام کرنے کے لیے آئے تھے، تو امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”تب تو تم ہمارے مہمان ہو اور مہمان سے کام لینا انسانیت نہیں ہے۔“

ابوبکر محمد بن محمد الباد - ابراہیم بن ابی داؤد دبرٹی - محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے سنا، انھوں نے فرمایا: امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا: میں آج رات

”شہاد کے ہوتے ہوئے یمین کے مسئلہ“ میں علمائے مدینہ کو جواب کرنے کے سلسلے میں امیر المؤمنین رشید کے پاس جاؤں گا، تو ایک شخص نے کہا، حضور! وہاں کیا فرمائیں گے؟ فرمایا: میں یہ کہوں گا: فیصلہ صرف دو گواہوں سے کیا جاتا ہے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف دو گواہوں کو بیان کیا ہے۔ اور آپ نے آیت دین تلاوت کی۔^(۱) اس شخص نے عرض کیا اگر وہ لوگ کہیں کہ وہ دو گواہ کون ہیں جن کی گواہی قبول کی جائے گی اور ان کی شہادت پر فیصلہ کیا جائے گا، فرمایا: کہوں گا: وہ آزاد، مسلمان اور عادل ہوں، اس نے عرض کیا کہ اگر آپ سے یہ کہا جائے کہ آپ نے حقوق میں کیوں نصاریٰ کی شہادت کو جائز قرار دیا ہے^(۲) حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”مِنْ رِّجَالِكُمْ“ ”مِنَ“

(۱) ابن التباقران کے اہل فقہائے مالکیہ میں سے ہیں، یہ اور ان کے شیخ بڑی ثقہ ہیں۔
امام شافعی رحمہ اللہ کی یہ روایت آپ کے بلاغات میں سے ہے، کیوں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی ملاقات امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ثابت نہیں، نہ ہی یہ ذکر کیا ہے کہ یہ قصہ انھوں نے کس سے سنا اور یہ بھی نہیں معلوم کہ منظرہ سے پہلے رات کی تاریکی میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے معارضہ کرنے والا کون ہے۔
مشہور یہ ہے کہ جب امام ابو یوسف رحمہ اللہ رشید کے ساتھ حج کے لیے تشریف لے گئے تو آپ نے اس مسئلہ میں امام مالک رحمہ اللہ سے منظرہ کی پیش کش کی، امام مالک رحمہ اللہ نے منظرہ سے انکار کر دیا اور اپنے تلامذہ میں سے مغیرہ خزومی یا عثمان بن کنانہ کو اپنا نائب بنادیا۔ دوران بحث امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے آیات شہادت تلاوت کی اور فرمایا: کیا تم نہیں سن رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے صرف دو یا چار گواہوں کا ذکر کیا ہے، اور حضور ﷺ سے یہ بطریق صحت ثابت بھی نہیں کہ آپ نے یمین پر فیصلہ کیا ہے؛ کیوں کہ حدیث ”سہیل عن أبي صالح“ مروی ہے پھر سہیل بھول گئے، وہ حدیث بیان کرتے وقت کہتے: ”حدثني ربيعة عني“ لہذا جب سہیل کو نسیان طاری ہے تو خبر باطل مانی جائے گی۔
مغیرہ نے کہا: حضور ﷺ علی اور فلاں فلاں نے تو اس کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا: میں تم سے قرآن کے ذریعہ کلام کر رہا ہوں اور تم افعال کو دلیل بنا رہے ہو۔
مغیرہ: تم اس نبی کا انکار کر رہے ہو جس نے یمین مع الشاہد پر فیصلہ کیا، یا اس پر یقین رکھتے ہو؟ (حجت کے موقع پر یہ بے مقصد گفتگو ہے۔ عبد القناح) تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ خاموش ہو گئے۔

پتہ نہیں کہ اس منظرہ میں کون غالب ہوا اور طرفین کی گفتگو بہت طویل ہے، ۱۲
(۲) امام مالک رحمہ اللہ اپنے شیوخ زہری، یحییٰ بن سعید اور ربیعہ کے برخلاف یوں ہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے اصحاب نیز ابن ابی لی کے برخلاف نصاریٰ کی شہادت کو ایک دوسرے پر جائز نہیں قرار دیتے ہیں۔

یحییٰ بن اکثم کہتے ہیں کہ میں نے متقدمین فقہائے اقوال جمع کیے ہیں جن میں اہل کتاب کی ایک دوسرے پر شہادت کو قبول کیا گیا ہے اور اس مسئلے میں انھوں نے کتاب و سنت سے استدلال کیا ہے۔

اور اس شخص نے اپنے مدعی پر جو آیت پیش کی ہے وہ واضح اور قاطع نزاع نہیں ہے۔ ۱۳

تَرَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ“ آپ نے قدرے سوچ کر فرمایا: ان بے وقوفوں کی عقل یہاں تک کیسے پہنچ جائے گی، اس شخص نے کہا: تب تو آپ اپنے قول سے کم زوروں پر جحت قائم کرتے ہیں۔⁽¹⁾

ابن لباد- بُرّی- مزنی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کو فرماتے سنا: ”دنیا سے فارغ البال اور خوش حال جانے والے کے دین میں کمی اور ناپسندیدگی ہوتی ہے“ مزید فرمایا: ”جس کا وقت جلدی نہ آئے زمانہ اس کے فرصت کے اوقات چھین لیتا ہے؛ کیوں کہ زمانے کا کام الٹ پھیر اور اس کی شرط تبدیلی ہے۔“

خلف بن قاسم- حسن بن رشیق- علی بن احمد بن علی بن مدائنی- مزنی و ربیع بن سلیمان نے امام شافعی رحمہ اللہ سے سنا: ”اس سے مشورہ نہ کرو جس کے گھر میں آٹا نہ ہو؛ کیوں کہ اس کی عقل پر پردہ پڑا ہے۔“

حسن- علی بن سری- محمد بن احمد بن زکریا- ربیع بن سلیمان نے فرمایا کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے سنا: ”لو بیا کھانے سے دماغ میں اضافہ ہوتا ہے اور گوشت کھانے سے عقل بڑھتی ہے۔“

(1) اس مسئلے میں اختلاف ہے، ایک جماعت، اہل مدینہ کے طریقہ اور جعفر کے ارسال سے استدلال کرتی ہے، اس کے برخلاف فریق مخالف کا مستدل یہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے جو کثرت طرق کے سبب متواتر کے قریب ہے۔ لیث نے امام مالک رحمہ اللہ کی طرف جو خط لکھا اس میں تحریر کیا: ”اور انہیں میں سے شاہد کے ساتھ صاحب حق کے بمین کا مسئلہ ہے، مجھے معلوم ہے کہ مدینہ میں اس پر فیصلہ ہوتا رہا ہے اور شام، مصر و عراق میں صحابہ کرام نے اس پر فیصلہ نہیں کیا اور نہ ہی خلفائے راشدین ابوبکر، عمر و عثمان رحمہم اللہ نے ان کے پاس یہ مسئلہ ارسال کیا۔ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو وہ کیسے تھے آپ کو بخونی اس کا علم ہے کہ انھوں نے احیائے سنن اور قطع شرک و بدعت کا اعلیٰ فریضہ انجام دیا اور شرائع اسلام کو قائم رکھنے اور پختگی رائے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ آپ کی طرف رزق بن حکیم نے خط لکھا کہ آپ تو مدینہ میں شاہد اور صاحب حق کی قسم کی بنیاد پر فیصلہ فرماتے تھے تو عمر بن عبد العزیز نے جواب دیا کہ ہاں! ہم وہاں ایسا ضرور کرتے تھے لیکن ہم نے شام والوں کو اس کے برخلاف پایا تو اب ہم صرف عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت پر ہی حکم جاری کرتے ہیں۔“

مدینہ شریف کے سب سے بڑے عالم حدیث امام زہری بمین مع الشاہد پر فیصلہ کو بدعت سمجھتے ہیں اور ایسا ہی عالم مکہ عطا اور عالم کوفہ جعفری بھی۔ امام اعظم ابو حنیفہ، آپ کے اصحاب، ثوری، ان کے اصحاب نیز اوزاعی اور ان کے اصحاب اس مسئلے میں متفق ہیں۔ اور زمانہ اخیر میں حدیث بمین مع الشاہد کثرت طرق کے سبب مجمع طاہرہ کے جبال شامخ کے مقابل مسئلہ دائرہ کی کجیت میں اضافہ نہیں کر سکتی۔ ۱۲

حسن - احمد بن محمد بن سلامہ - یونس بن عبد الاعلیٰ کہتے ہیں: قریش کے کچھ لوگوں نے جب ابن ہرم کے بارے میں اختلاف کیا تو امام شافعی رحمہ اللہ نے ان کی طرف درج ذیل اشعار لکھ کر بھیجے۔

جزی اللہ عنا جعفر احین أزلقت بنا نعلنا فی الواطین فولت
اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے جعفر کو جزاء عطا فرمائے جب ہمارے نعل نے ہمیں چلنے والوں
کے ہمراہ پھسلا دیا تو ہمارے قدم پھسل گئے۔

ابو أن یملونا ولو أن أمنا تلاقی الذی لا قوہ فینا مللت
وہ ہم سے ملول نہ ہوئے، انھوں نے ہمارے اندر جس کا مشاہدہ کیا ہے اگر ہماری ماں بھی
اس کا سامنا کرتی تو ملول ہو جاتی۔

ابوالولید عبید اللہ بن محمد بن یوسف - ابوالحسن علی بن عبد اللہ بن جبضم ہمدانی - قاضی عبد
الملک بن محمد بن عبد العزیز - ابن مجاہد - ابو زکریا - سلیمان بن ربیع نے فرمایا: میں نے امام شافعی
رحمہ اللہ سے سنا: یحییٰ بن قیام کے دوران میں نے خواب دیکھا کہ: میں طواف کے راستے میں بیٹھا
ہوں، اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ یہ علی بن ابی طالب رحمہ اللہ ہیں، تو میں ان کی جانب بڑھا، سلام کیا
اور مصافحہ و معافقہ بھی ہوا تو آپ نے اپنی انگشت سے اپنی انگوٹھی نکال کر میری انگشت میں پہنا
دی، جب صبح ہوئی تو میں نے کہا، اے چچا! معبر کو بلائیے، معبر میرے پاس آیا، میں نے اس سے
خواب بیان کیا اس نے کہا: اے عبد اللہ! تمہارا مسجد حرام میں علی بن ابی طالب کو دیکھنا جہنم سے
نجات اور ان سے مصافحہ کرنا قیامت کے دن امان کی علامت ہے۔ اور رہا ان کا تمہاری انگلی میں
انگوٹھی پہنانا تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ عنقریب تمہارا نام دنیا میں علی بن ابی طالب رحمہ اللہ کے
نام کی طرح شہرت یافتہ ہو جائے گا۔

عبد اللہ - ہمدانی - ابو بکر مدینی - احمد بن عیسیٰ فقیہ کہتے ہیں، میں نے ابو بکر کرمانی سے سنا، وہ
فرماتے تھے: میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور مجھے جنت میں داخلے کا حکم مل چکا
ہے اور میرے دامن میں ”مختصر المزنی“ ہے مجھ سے رضوان جنت نے کہا کہ اسے لے کر اندر
نہ جاؤ، میں نے کہا: میں اس کے بغیر نہیں جاسکتا، اتنے میں اللہ عز و جل کی جانب سے ندا آئی کہ اس

کو اس کے ساتھ ہی داخل ہو جانے دو۔

عبداللہ - علی بن عبداللہ ہمدانی - ابو حفص عمر بن سرح جدی فرماتے ہیں: جعفر ترمذی نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، مجھے جنت میں داخل ہونے کا پروانہ مل چکا ہے میرے دامن میں ”مختصر الشافعی“ یعنی ”کتاب المزنی“ ہے تو رضوان جنت نے مجھ سے کہا کہ اس کو یہاں رکھ کر اندر جاؤ، میں نے کہا: میں اس کے بغیر داخل نہ ہوں گا، تو اللہ عزوجل کی جانب سے ندا آئی کہ اسے اس کتاب کے ساتھ ہی داخل ہو جانے دو۔

عبدالرحمن بن عبداللہ بن خالد - یوسف بن یعقوب نحرمی - ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ ساجی کہتے ہیں کہ میں نے حوثرہ بن محمد المسقری سے سنا: آدمی میں سنت کا ظہور دو چیزوں کے ذریعہ ہوتا ہے: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے محبت کرنے اور امام شافعی رحمہ اللہ کی کتابیں لکھنے سے۔

عبدالرحمن بن عبداللہ بن خالد - یوسف بن یعقوب نحرمی - ابو یحییٰ ساجی - ابراہیم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے ہلال بن علا سے سنا: ”امام شافعی رحمہ اللہ نے علم کے درپچوں کو کھول دیا۔“ احمد بن عبداللہ - عبداللہ بن محمد بن علی - اسلم بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے کہا: اگر امام شافعی نہ ہوتے تو مجھے قیاس کا علم نہ ہوتا، انھوں نے ہی مجھے قیاس کا علم سکھایا اور انھیں کے ذریعہ میں نے قیاس کی معرفت حاصل کی۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو۔ بلاشبہ وہ صاحب سنت اور فضل و خیر کے مالک تھے۔

خلف - حسن - احمد بن علی مدائنی کہتے ہیں، میں نے مزنی سے سنا: میں امام شافعی رحمہ اللہ کی کتابوں میں پائی جانے والی غلطی پر ہر شخص سے بحث کے لیے تیار ہوں کہ یہ غلطی امام شافعی رحمہ اللہ کی جانب سے نہیں بلکہ کاتب کی غلطی ہے۔

حسن - احمد بن علی مدائنی - مزنی کہتے ہیں کہ حمیدی نے کہا: جب امام شافعی رحمہ اللہ مکہ چھوڑ کر مصر روانہ ہوئے تو ان کے پیچھے ہم بھی مصر چلے آئے۔

عبدالوارث بن سفیان - قاسم بن اصغ - ابو جعفر محمد بن اسماعیل صائغ کہتے ہیں کہ میں نے مصعب بن عبداللہ زمیری کو کہتے ہوئے سنا: مجھ سے محمد بن حسن نے فرمایا: اگر کوئی ہماری مخالفت کرے اور وہ اپنی بات ثابت بھی کر دے تو وہ صرف امام شافعی رحمہ اللہ کی ذات ہو سکتی ہے

ان سے کہا گیا کیسے؟ فرمایا: بیان پر ملکہ، سوال و جواب میں تصلب اور بات کو بغور سننے کی بنیاد پر۔

واقعات

خلف - حسن - محمد بن رمضان زیات - محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم فرماتے ہیں: میں امام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ ایک دن روٹی کھا رہا تھا کہ ”حرس“ کا ایک آدمی آیا اور ہمارے ساتھ کھانے کے لیے بیٹھ گیا، فارغ ہونے کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے ابو عبد اللہ! بروقت ملنے والے کھانے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو امام شافعی رحمہ اللہ نے رازداری کے طریقہ پر کہا: کیا کھانے سے پہلے اس کی یہی کیفیت نہ تھی؟

اسی سند سے مروی، کہتے ہیں کہ اطراق نامی ایک غلام امام شافعی رحمہ اللہ کا طبخ تھا، اسے آپ کے ترکہ میں بیچ دیا گیا، اشہب بن عبد العزیز نے اسے خرید، اشہب کے ترکہ میں بھی اس کی بیع ہو گئی، میرے والد نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! اطراق کو ہمارے لیے خرید لو، میں اس کی بیع اور بولی کے وقت حاضر ہوا، ہمارے کچھ اور بھائی وہاں موجود تھے، بولی لگنے کے وقت میں اس کی قیمت میں خوب اضافہ کرنے لگا تو یوسف بن عمرو نے کہا: اسے مت خریدو، تقریباً ایک مہینے کے اندر اس نے دو عاملوں کو زیر زمین سلا دیا ہے، کیا تم یہی چاہتے ہو کہ تیسرے تم ہی ہو جاؤ؟ پھر بھی میں نے اسے خرید لیا اور بدفالی ترک کر دی۔

حسن - محمد بن یحییٰ فارسی - محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم - امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی یحییٰ نے فرمایا: گھی کے سوا ہر قسم کے میل کچیل کو گدھے کا پیشاب زائل کر سکتا ہے، کیوں کہ دھونے کے بعد اگر اس جگہ میل لگ جائے تو وہ پھر ظاہر ہو جائے گا۔

علی بن یعقوب بن سوید - ربیع بن سلیمان - امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا محمد بن علی سے ان کے ایک شیخ نے فرمایا: اگر کسی بھلائی کے بغیر کوئی تمہارا شکریہ ادا کرے تو اس سے ہوشیار رہو؛ ممکن ہے کہ تمہارے کسی احسان کی ناشکری کر جائے۔

حمزہ بن محمد بن عباس کنانی جوہری نے کہا کہ ربیع بن سلیمان کہتے ہیں: میں محمد بن ادریس کے ہمراہ مکہ کے ارادے سے نکلا تو وہ کسی بھی بلند مقام پر چڑھتے یا وادی میں اترتے تو یہ اشعار

پڑھتے۔

یا راكبا قف بالمحصب من منى واهتف بساكن خيفها والناهض
اے سوار! منیٰ کے وادی محصب میں ٹھہر جا اور اس کی نشیب و فراز وادی میں قیام کرنے
والے کو آواز دے۔

سحراً إذا فاض الحجاج إلى منى فيضا كملتطم الفرات الفاض
جب حجاج صبح کے وقت جوق در جوق منیٰ کی طرف نکلے جیسے نہر فرات تھپڑے مارتا
ہو۔

إن كان رفضا حب آل محمد فليشهد الثقلان أني رافضي
اگر اہل بیت محمد ﷺ کی محبت رفض ہے تو جن وانس گواہ ہو جائیں کہ میں رافضی ہوں۔
(ابو عمر کہتے ہیں) یہ اشعار امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہیں جیسا کہ مجھ سے
میرے کئی شیوخ نے بیان کیا، وہ ابو القاسم عبید اللہ بن عمر بن احمد شافعی عن شیوخہ روایت
کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے کہا گیا: آپ سے تشیع کی بو آتی ہے، فرمایا: وہ کیسے؟ لوگوں نے
کہا: اس لیے کہ آپ آل نبی کی محبت کا اظہار کرتے ہیں، تو فرمایا: اے لوگو! کیا اللہ کے رسول ﷺ
نے نہیں فرمایا ہے کہ: ”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس
کے نزدیک اس کے باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“
نیز فرمایا:

”إن أوليائي من عترتي المتقون“ میرے خاندان والوں میں سے میرے قریبی متقی
افراد ہیں۔ پس جب مجھ پر اہل قرابت اور رشتہ داروں سے محبت کرنا واجب ہے بشرطے کہ متقی
ہوں تو کیا یہ دین کا حصہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں سے محبت کروں جب وہ متقی
ہوں؟ اس لیے کہ آپ تو اپنے اہل بیت سے محبت فرمایا کرتے تھے۔
اتنا فرمانے کے بعد آپ نے مندرجہ بالا اشعار پڑھے۔

اسماعیل بن اسحاق و قاسم بن محمد - خالد بن سعد - ابو عبیدہ بن احمد - ربیع بن سلیمان کہتے
ہیں کہ واثق نے ابو یعقوب بویطی کو قرآن کے سلسلے میں جواب نہ دینے کی وجہ سے قید کر دیا تھا تو

انہوں نے مجھے ایک خط میں لکھا: اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ، غریبوں کے ساتھ صبر کا دامن تھامے رکھو، اس لیے کہ میں نے اکثر امام شافعی رحمہ اللہ کو اس شعر سے مثال بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

أهين لهم نفسي لأكرمها بهم ولن يكرم النفس الذي لا يهينها
میں خود کو طلبہ کے سامنے ان کے احترام کرنے کی وجہ سے بے حیثیت رکھتا ہوں، جو خاک ساری نہیں کرے گا اس کی تعظیم نہیں کی جائے گی۔

ابوالعباس محمد بن اسحاق سراج نے اپنی ”تاریخ“ میں ذکر کیا کہ احمد بن عبد اللہ بن عمران مخزومی نے فرمایا کہ میں نے عبد الرحمن بن ابراہیم سے سنا کہ: محمد بن ادریس شافعی امیر یمن کے پاس تشریف لے گئے جو انہیں کی قوم کا ایک فرد تھا، اس کے یہاں چند دن قیام کیا پھر گھر آنے کی اجازت طلب کی تو امیر یمن نے امام شافعی رحمہ اللہ کی بارگاہ میں معذرت کا ایک خط ارسال کیا اور کچھ تحائف بھیجے، تو امام شافعی رحمہ اللہ نے اس خط کی پشت پر یہ اشعار لکھ کر اس کے پاس واپس کر دیے۔
أتاني عذر منك في غير كنهه كأنك عن بري بذاك تحيد
میرے پاس آپ کی جانب سے بے حقیقت عذر پہنچا ہے، گویا کہ اس کے سبب آپ میری نیکی سے روگردانی کر رہے ہیں۔

لسانك هش بالنوال وما أرى يمينك إن جاد اللسان تجود
آپ کی زبان تو جو دو نوال میں ہشاش بشاش ہے، لیکن میں آپ کے ہاتھ کو زبان کی طرح سخی نہیں سمجھتا۔

فان قلت لي: بيت وسيط وبسطة واسلاف صدق قد مضوا وجدود
تو اگر تم کہو کہ متوسط گھرانہ اور کشادگی ہے اور سچے اسلاف واجداد ہیں جو گزر چکے۔
صدقت ولكن أنت خربت ما بنوا بكفيك عمدا والبناء جديد
تو تم نے سچ کہا لیکن ان کی عمارتوں کو اپنے ہاتھوں سے جان بوجھ کر ڈھادیا جب کہ عمارت نئی تھی۔

إذا كان ذوالقربى لديك مبعداً ونال الذي يهوى لديك بعيد

جب قریبی تم سے دور کر دیئے گئے اور دور والوں نے تمہاری محبوب شے پالی۔
تفرق عنك الأقربون لشأنهم وأشفقت أن تبقى وأنت وحيد
تو قریبی لوگ تم سے جدا ہو گئے اپنے معاملے کو لے کر، اور مجھے تمہارے تنہا رہ جانے کا
خوف ہے۔

أصبحت بين الحمد والذم واقفا فيأليت شعري أي ذاك تريد
آپ تعریف و مذمت کے درمیان کھڑے ہیں، کاش مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کیا چاہتے
ہیں۔

تو امیر نے آپ کے پاس لکھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں آپ سے حمد و ثنا کا
خواست گار تھا اسی مقصد کے تحت میں نے پانچ سو دینار آپ کے اہم امور کے لیے اور پانچ سو دینار
آپ کے ذاتی خرچ کے لیے، دس یمنی ریشمی کپڑے اور دو بخئی گھوڑے بھیجے تھے۔ والسلام

فصاحت و بلاغت اور فنون علم میں مہارت

خلف بن قاسم - حسن بن رشيق - ابو بكر محمد بن ابراهيم بغدادی - حسن بن محمد بن صباح
زعفرانی کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے زیادہ فصیح و بلیغ اور آپ سے بڑا عالم کبھی بھی نہ
دیکھا، آپ کے سامنے کوئی بھی شعر پڑھا جاتا تو اس کو سمجھ جاتے، آپ مکمل ایک سمندر تھے۔
آپ بڑا عمامہ پہننے کی وجہ سے اعرابی لگتے تھے، اگر اپنی محفل میں شور و غوغا سنتے تو اس سے
منع کرتے اور فرماتے: ہم اصحاب کلام نہیں ہیں۔

ابو عبد اللہ محمد بن علی بنجلی قیروانی - ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے ابن ہشام صاحب
”المغازی“ سے سنا: امام شافعی رحمہ اللہ لغت میں حجت تھے۔

بنجلی کہتے ہیں کہ ربیع بن سلیمان نے فرمایا: امام شافعی رحمہ اللہ اپنے مکان میں جب یک سو
ہوتے تو واقعات عرب کو بڑی روانی کے ساتھ بیان فرماتے۔

ابو عبد اللہ محمد بن خلیفہ - محمد بن حسن - ابو سعید حسین بن علی جصاص - ربیع بن سلیمان
فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب الصلاة میں فرمایا: نماز میں تکبیر کہنے والے کے لیے

”اللہ وکبر“ ”اللہ واکبار“ اور ”اللہ اکبر“ کہنا جائز نہیں ہے، صرف ”اللہ اکبر“ سے ہی نماز شروع ہو سکتی ہے۔

ابو ثور نے ایک حکایت بیان فرمائی ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا تمہیں ”وکبر“ کا علم ہے کہ یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا، نہیں، فرمایا: ”وکبر“ زبان عرب میں ”موٹی رسی“ کو کہتے ہیں اور پرانی غیر نفع بخش شے کو ”واکبار“ کہتے ہیں۔

خلف بن قاسم - حسن - احمد بن علی مدائنی کہتے ہیں کہ اسماعیل بن یحییٰ مزنی نے فرمایا: امام شافعی رحمہ اللہ ہمارے پاس تشریف لائے، اس وقت ابن ہشام مصر میں تھے جو مصر میں اشعار اور کلمات غریبہ کے سب سے بڑے عالم تھے، ان سے کہا گیا: کاش آپ امام شافعی رحمہ اللہ کے پاس آجاتے، انھوں نے انکار کر دیا پھر دوبارہ کہا گیا، تو امام شافعی رحمہ اللہ کے پاس آئے اور دونوں حضرات کے مابین ”انساب رجال“ سے متعلق ایک لمبی بحث ہوئی پھر امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: انساب رجال کو چھوڑ دو وہ تو نہ ہم سے جدا ہو گا نہ تم سے، انساب خواتین میں مذکرہ کرو، جب شروع کیا تو ہشام خاموش ہو گئے۔ پھر اس کے بعد کہا کرتے تھے: میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرح کسی کو پیدا کرے گا اور کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول علم لغت میں حجت ہے۔

ابو یحییٰ ساجی کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا: امام شافعی رحمہ اللہ سب سے بڑے فصیح تھے، میں نے عرض کیا: کیا امام شافعی رحمہ اللہ کے دانت بھی تھے؟ فرمایا: درازگی عمر کی وجہ سے گر گئے تھے۔ میرے والد کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس پڑھتا تو ان کو میری قراءت بہت پسند آتی۔

ربیع کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: جب میں بغداد میں داخل ہوا اور باب شام کے قریب ٹھہرا تو لوگ میرے پاس ٹوٹ پڑے اور مجلسیں سجالیں، اسی اثنا میں ابو ثور ایک مسئلہ لے کر آئے تو میں نے کہا: اے ابو ثور! ”الایناس قبل الایساس“ ”تعارف کے بعد گفتگو“ تو یہ جملہ وہ سمجھ نہ سکے اور کہا: اے ابو عبد اللہ! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: ”ایناس“ کا معنی ہے: اونٹنی کے تھن کے ارد گرد ہاتھ پھیرنا اور ”ایساس“ تھن کا ہاتھ سے دوہنا۔

ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم رازی - ابو حاتم رازی - حرمہ بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں نے

امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اگر کسی کی تعریف اس کی کسی کارکردگی کے بغیر کی جائے تو گویا اسے پجل دیا گیا۔“

اخلاق، مروت اور سخاوت

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - محمد بن یحییٰ فارسی - ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: اگر مجھے علم ہو جائے کہ ٹھنڈا پانی پینے سے میری انسانیت ختم ہو جائے گی تو ہمیشہ گرم پانی ہی پیوں گا۔

احمد بن عبد اللہ - عبد اللہ بن محمد بن علی - سلم بن عبد العزیز - ربیع بن سلیمان کہتے ہیں: میں ایک دن امام شافعی رحمہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس وقت آپ بیمار تھے، میں نے عرض کیا: حضور! کیا حال ہے؟ فرمایا: ربیع! بہت کمزور ہو گیا ہوں، ربیع نے کہا: قویٰ اللہ ضعفک (اللہ تعالیٰ آپ کی قوت بحال فرمائے/ اللہ آپ کی کمزوری کو قوت دے دے) امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: تب تو کمزوری مجھے مار ڈالے گی؛ کیوں کہ یہاں دو چیزیں ہیں: ضعف و قوت تو اگر اللہ تعالیٰ نے ضعف کو مضبوط بنادیا تو اپنے مد مقابل یعنی قوت کو ختم کر دے گا۔

ربیع کہتے ہیں میں نے حمیدی سے سنا: امام شافعی رحمہ اللہ اپنے کارواں کے ساتھ یمن کی طرف نکلے، پھر دس ہزار درہم لے کر مکہ کا رخ کیا، تو مکہ کے باہر ہی ایک جگہ خیمہ نصب کر کے قیام فرمایا، مختلف اطراف سے لوگ ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے، جب آپ لوگوں کی ملاقات سے فارغ ہوئے اور نشست گاہ سے اٹھنے لگے تو آپ کے پاس ایک درہم بھی باقی نہ رہا، سب راہ خدا میں صرف کر ڈالا۔

حسن بن رشیق - سعید بن حمید بن حمی - مزنی کہتے ہیں کہ ایک دن میں امام شافعی رحمہ اللہ کی معیت میں مقام ”اکوام“ کی طرف نکلا، ایک ٹیلہ سے گزر ہوا، جہاں ایک شخص بڑے حسین انداز میں تیر چلا رہا تھا تو تیر نشانہ پر لگ گیا، امام شافعی رحمہ اللہ کھڑے دیکھ رہے تھے تو فرمایا: ”أحسن تبارك الله فيك“ بہت خوب، پھر مجھ سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا تین دینار ہیں، فرمایا: اس شخص کو یہ تینوں دینار دے دو اور میری طرف سے معذرت پیش کر دو کہ اس کے

علاوہ اور کچھ ہمارے پاس اس وقت موجود نہیں ہے۔

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - محمد بن یحییٰ فارسی - ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں:
میں نے شادی کی تو امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: تم نے مہر کتنا رکھا ہے؟ عرض کیا: تیس
دینار، پوچھا: کتنا ادا کر دیا؟ عرض کیا: چھ دینار، تو آپ نے مجھے ایک ہمیانی دی جس میں چوبیس دینار
تھے اور مجھے ۲۰۱ھ میں جامع مسجد کا مؤذن مقرر کر دیا۔

خلف - حسن - محمد بن رمضان - ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں: ایک دن امام شافعی رحمہ اللہ
موجیوں کے محلے سے گزرے، آپ کا کوڑا ہاتھ سے گر گیا، ان میں سے ایک شخص اٹھا اور کوڑا اٹھا کر
ہاتھ سے صاف کیا اور آپ کو دے دیا، آپ نے اس سے فرمایا: ٹھہرو، تم نے کیا ہی اچھا کیا! اپنے آپ
پر مجھے ترجیح دی، میں تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں؟ پھر آپ اس جگہ سے کھسکے اور آستین یا جیب میں
ہاتھ ڈالا، کچھ دینار نکالے اور مجھ سے کہا: یہ دینار اس شخص کے حوالے کر دو اور میری طرف سے اس
کے پاس معذرت پیش کر دو کہ اس وقت ان چند دیناروں کے سوا میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔
دینار کے بارے میں ربیع بن سلیمان کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ وہ دینار پانچ تھے یا دس یا
اس سے زیادہ لیکن غالب گمان یہ ہے کہ دس تھے۔

اسماعیل بن اسحاق - خالد بن سعد - ابو عبیدہ بن احمد بن ابی عبیدہ - ربیع بن سلیمان فرماتے
ہیں میں نے حمیدی سے سنا: امام شافعی رحمہ اللہ ”صنعا“ سے آئے اور مکہ کے قریب قیام کیا، آپ
اپنے ساتھ رومال میں دس ہزار دینار لیے ہوئے تھے، کچھ اصحاب آپ سے سلام کرنے کے لیے
آتے رہے تو مجلس چھوڑنے سے پہلے پہلے سارے دینار ختم کر دیے۔

جوانی کے ایام میں امام شافعی رحمہ اللہ کی

ہارون رشید کے دربار میں پیشی

ابو بکر احمد بن محمد بن عبادل - ابو بکر امام محمد بن ابراہیم حرانی اپنے والد سے روایت
کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ ابو ابراہیم مزنی نے امام شافعی رحمہ اللہ کے حالات کا ذکر کرتے

ہوئے بیان کیا:

ہارون رشید کے پاس خبر پہنچی کہ یمن کے رہنے والے ایک علوی شخص کو قریش کے کچھ افراد نے مکہ شریف آنے کی دعوت دی، وہ مکہ آیا تو قریشی نوجوانوں کی ایک جماعت اس کے پاس بیعت اور اس کی اتباع کے ارادے سے حاضر ہوئی ہے، ہارون رشید نے یحییٰ بن خالد بن برمک کو حکم دیا کہ عامل مکہ کے پاس پیغام بھیج دو کہ مکہ کے تین سوفریشیوں کو پابہ زنجیر میرے یہاں بھیجے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انھیں طوق پہنے ہوئے لوگوں میں سے ایک میں بھی تھا۔ جب ہم عراق پہنچے تو یحییٰ بن خالد کے دربار میں لائے گئے، اس نے کہا: اے جماعت قریش! تمہیں ایک امر عظیم کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن اگر تمہارے خلاف بلا وجہ کی سازش رچی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس بلا سے ضرور نجات عطا فرمائے گا۔ میری رائے ہے کہ تم ایک شخص کو منتخب کر لو جو امیر المومنین سے اپنی اور تمہاری طرف سے بات کر سکتا ہو، سب نے میری طرف اشارہ کر کے کہا: ”یہ شافعی ہیں جو ہماری طرف سے بات کریں گے۔“ جب کہ میں ان میں سب سے زیادہ کم سن تھا۔

پھر ہمیں ہارون کے دربار میں حاضر ہونے کا حکم ہوا۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: اے معشر قریش! میرے پاس جو خبر موصول ہوئی اس میں قدم رکھنے پر تمہیں کس چیز نے برا سمجھتے کیا، ایسے شخص کو پیش کرو جو اپنے اور تمہارے بارے میں مجھ سے کلام کرے لوگوں نے میری طرف اشارہ کر کے کہا: آپ سے گفتگو کرنے کے لیے ہم نے ان کو پیش کیا۔ میں آگے بڑھا اور میرے ہاتھ گردن میں بندھے ہوئے تھے، جب اس نے مجھے دیکھا تو اوپر سے نیچے تک نگاہ دوڑائی اور کہا:

کیا میں نے تمہارے فقیر کو غنی نہ کیا؟ بڑے کو بڑا نہ سمجھا؟ چھوٹے کی تلاش نہ کی؟ تمہارے پر اگندہ امور کو درست نہ کیا؟ تمہارے ساتھ حسن سلوک نہ کیا؟ ہر طرح کے موسم میں تم پر نوازشات کی بارش نہ کی؟ پھر بھی تمہارا حال یہ ہے کہ آل علی میں سے خوارج کی اتباع کرتے ہو تاکہ تم امت محمدیہ کے خلاف تلوار اٹھاؤ۔

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ! امیر المومنین کی اصلاح فرما اور اس چیز کی توفیق دے جو تیری رضا کا

سبب بنے۔ بے شک آل علی قریش کو اپنا غلام سمجھتے ہیں اور آپ قریش کی قرابت کو جانتے ہیں، تو کیا کسی کا یہ دعویٰ درست ہو سکتا ہے کہ ہم اس کو اپنا امیر سمجھیں جو ہمیں غلام بنا کے رکھے اور اس کی اتباع کو ترک کر دیں جو ہمارے رشتے کا حق ادا کرے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہارون تھوڑی دیر خاموش رہا پھر کہا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں مطلب بن عبد مناف کی اولاد سے محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف بن قصی ہوں، تو رشید نے کہا: ان کو اور ان کے قریشی ساتھیوں کو آزاد کر دو۔

میرے اور میرے ہمراہیوں کے طوق کھول دیے گئے اور رشید نے ہم سب کو پانچ سو دینار اور خاص مجھے پچاس دینار دیے اور یحییٰ بن خالد نے مزید پچاس دینار دیے۔

(ابو عمر کہتے ہیں) رشید نے خلافت کی باگ ڈور ۷۰ھ میں سنبھالی اور تیس (۲۳) سال خلافت کر کے ۱۹۳ھ میں انتقال کر گیا۔

ابو عمر احمد بن محمد بن احمد - ابو القاسم عبید اللہ بن عمر بن احمد شافعی کہتے ہیں کہ میرے کچھ شیوخ نے امام شافعی رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے جس کو میں معنی بیان کر رہا ہوں:

امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے علاوہ نو علویوں کو بغداد دلایا گیا اس وقت ہارون رشید رقتہ میں تھا چنانچہ انھیں ہارون رشید کے پاس بغداد سے رقتہ بھیج دیا گیا، ہارون کے پاس اس کے قاضی محمد بن حسن شیبانی موجود تھے (امام شافعی رحمہ اللہ ان کے تلامذہ میں شامل ہیں، ان کے پاس رہ کر ان سے اکتساب علم کیا ہے) جب امام محمد رحمہ اللہ کو معلوم ہوا کہ ان لوگوں میں شافعی بھی شامل ہیں جنہیں گرفتار کر کے حجاز سے لایا گیا ہے اور ان پر رشید کے خلاف بغاوت کی تہمت لگائی گئی ہے تو آپ بہت غمگین ہوئے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب سب لوگ رشید کے پاس آئے تو اس نے ان سے کچھ سوالات کیے اور ان کی گردنیں مارنے کا حکم دیا اور ان کی گردنیں مار دی گئیں، البتہ مدینہ کا ایک علوی اور میں دو شخص باقی رہ گئے۔ ہارون نے علوی سے کہا: تو میرا باغی ہے؟ اور یہ گمان کرتا ہے کہ میں خلافت کرنے کا اہل نہیں ہوں؟ علوی نے کہا: اس قول سے مجھے اللہ کی پناہ! پھر ہارون نے اس

کی بھی گردن مارنے کا حکم دے دیا، تو علوی نے کہا: اگر تو واقعی مجھے قتل کرنے کے درپے ہے تو مجھے اتنی مہلت دے دے کہ میں اپنی ماں کے پاس مدینہ خط بھیج سکوں؛ کیوں کہ وہ بوڑھی ہیں، انھیں میری خبر نہیں لیکن اس نے قتل کا حکم دے دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔

پھر مجھے پیش کیا گیا اور محمد بن حسن شیبانی اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، ہارون نے مجھ سے وہی کہا جو اس نوجوان سے کہا تھا، میں نے کہا: اے امیر المومنین! میں نہ علوی ہوں نہ طالبی بلکہ بنی مطلب سے ہوں، مجھے دھوکا سے قوم میں داخل کر دیا گیا ہے ساتھ ہی ساتھ میں ایک عالم و فقیہ ہوں اور آپ کے قاضی کو میرے بارے میں معلوم ہے۔ میں محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف ہوں۔

ہارون نے مجھ سے کہا: تم محمد بن ادریس ہو؟ میں نے کہا: ہاں امیر المومنین! پھر محمد بن حسن شیبانی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے محمد! یہ شخص صحیح کہ رہا ہے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں نیز ان کا علم میں ایک بڑا مقام ہے اور ان کے خلاف جو معاملہ پیش کیا گیا ہے وہ ان کی شان کے خلاف ہے۔ ہارون نے کہا: انھیں اپنے ساتھ رکھو تا کہ میں معاملہ میں غور و خوض کروں پس امام محمد رحمہ اللہ نے مجھے اپنے ساتھ رکھا اور بمشیت ایزدی آپ ہی میری رہائی کا سبب بنے۔

ابو علی حسن بن مکرم بن حسان کہتے ہیں: امام شافعی رحمہ اللہ کو کچھ علویوں کے ساتھ گرفتار کر کے ہارون رشید کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ”بخدا جو ہمارے بارے میں یہ کہے کہ یہ میرا بھتیجا ہے اس کی اطاعت اس شخص کی اطاعت سے بہتر ہے جو کہے کہ یہ میرا غلام ہے“ اور اس وقت ہارون پر دے کے پیچھے بیٹھا تھا۔

حکیمانہ و ادیبانہ اقوال

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - حسن بن علی بن اسحاق خولانی - اسماعیل بن یحییٰ مزنی کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: جو قوم اپنی عورتوں کی شادی دوسری قوم کے مردوں سے کرے، یا اپنے مردوں کی شادی دوسری قوم کی عورتوں سے کرے اس کی اولاد ضرور احمق ہوگی۔

خلف - حسن بن رشیق - حسن بن اوریس خولانی کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے ایک آدمی کے سوا کبھی موٹا عقل مند نہیں دیکھا اور وہ محمد بن حسن ہیں، کہا گیا: کیوں؟ فرمایا: اس لیے کہ عقل مند سے دو خصلتوں میں سے ایک کبھی جدا نہیں ہو سکتی ایک آخرت اور اس کی جزا پر غم اور دوسری خصلت دنیا اور اس کی معیشت پر غم اور چربی غم کے ساتھ نہیں مل سکتی اور جیسے ہی دونوں چیزیں اس سے جدا ہوئیں پس وہ جانوروں کی فہرست میں داخل ہو گیا اور اسے چربی چڑھ گئی۔

حسن بن رشیق - محمد بن رمضان و محمد بن یحییٰ - محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم نے فرمایا: امام شافعی رحمہ اللہ نے مجھے دوات بائیں طرف رکھ کر استعمال کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا تمہیں یہ مقولہ معلوم نہیں؟ آدمی کا اپنی بائیں طرف دوات رکھنا حماقت کی علامت ہے۔

محمد بن حسن عسقلانی - محمد بن خلف کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر تمہارے پاس اونٹنی ہو تو اسے (حالت نوم یا حالت نماز وغیرہ میں) اپنی داہنی آستین سے باندھ دو تا کہ چور اس کی چوری نہ کر سکے۔

محمد بن خلف کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں طبیب کے لیے کوئی حیلہ نہیں: حماقت، طاعون اور بوڑھا پن۔

محمد بن خلف - علی بن یعقوب بن سالم - محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: کسی کے لیے مناسب نہیں کہ ایسے شہر میں رہائش اختیار کرے جہاں نہ تو کوئی عالم ہو نہ ہی طبیب۔

ابو عمر احمد بن محمد بن احمد - ابو القاسم عبید اللہ بن احمد شافعی - ربیع بن سلیمان کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: جس کے دل میں خوف خدا نہ ہو اس کی صحبت عار ہے۔

یونس بن عبد الاعلیٰ سے مروی، انھوں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: عقل مند وہ نہیں ہے جس کا سابقہ خیر و شر سے ہو تو وہ خیر کو اختیار کرے بلکہ عقل مند وہ ہے جس کے سامنے دو شر ہوں تو اوں میں جو آسان تر ہو اسے اختیار کرے۔

یونس کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: انسان کو راہِ راست پر لانا جانوروں کو سدھانے سے زیادہ مشکل ہے۔

عبید اللہ بن احمد سے ان کے بعض شیوخ نے بیان کیا کہ ربیع کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

(۱)۔ آدمی کے لیے ضروری ہے کہ وفاداروں اور سچوں کی صحبت اختیار کرے جیسے امانت رکھنے کے لیے معتمد اور امین شخص کو تلاش کرتا ہے۔

(۲)۔ نفس پر سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو بلندی پر پہنچنے تو رشتہ داروں پر ظلم کرنے لگے، احسانات کا انکار کرے، شریفوں کی حقارت کرے اور صاحبِ فضیلت حضرات سے بڑا بننے لگے۔

(۳)۔ جب آدمی تنگ دستی کے بعد مال داری میں قدم رکھتا ہے تو اس کا نفس چار چیزوں کا حریص ہو جاتا ہے یعنی محسن کی احسان فراموشی کرتا ہے، بیوی کے باوجود لونڈی کو ڈھونڈتا ہے، گھر کو منہدم کرتا ہے اور دوسرے گھر کی تعمیر میں لگ جاتا ہے۔

(۴)۔ جب بچے کے اندر حیا و خوف جمع ہو جائیں تو اس کی کامیابی کی امید بڑھ جاتی ہے۔

(۵)۔ جس نے اپنے دوست سے اس کی بساط سے باہر طلب کیا تو اس نے اپنی محرومی کو

لازم کر لیا۔

(۶)۔ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا تو اس کو کچھ بھی کہا جائے کوئی ضرر نہیں ہوگا۔

(۷)۔ برے پر ڈوسی سے بچ کر رہنا فائدہ مند نہیں ہیں۔

(۸)۔ جو پارسائی نہیں کرتا وہ ہمیشہ کم عقل ہی رہتا ہے، جس پر گناہوں کی تہمت لگائی جائے وہ خائف و خستہ رہتا ہے اور جو پارسا رہا، مامون رہا جس کا نفس حریص ہو گیا اس کے خواہشات بڑھ گئے اور جو زیادہ نکاح کرتا ہے وہ رسوائی سے محفوظ نہیں رہتا ہے۔

(۹)۔ تین خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اگر کسی نے چھپا لیا تو گویا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا: مرضِ طبیب سے، پریشانیِ دوست سے اور امام کی نصیحت۔

(۱۰)۔ فریبِ خوردہ وہ ہے جو خواہشات سے فریب کھا جائے۔

(۱۱)۔ چار چیزیں ایسی ہیں جن کا قلیل بھی کثیر ہے: بیماری، فقر، دشمنی اور آگ۔

(۱۲)۔ امیدیں انسان کی گردن کاٹ دیتی ہیں جیسے سراب دیکھ کر انسان دھوکا کھا جاتا ہے۔ اور اس سے امید باندھنے والا ناامید ہو جاتا ہے۔

(۱۳)۔ آپ سے دریافت کیا گیا: کون سی چیزیں انسان کو پستی میں لے جانے والی ہیں؟ فرمایا: تین چیزیں انسان کو پستی میں ڈال دیتی ہیں: (۱) زیادہ بولنا (۲) راز فاش کرنا (۳) ہر ایک پر اعتماد کر بیٹھنا۔

(۱۴)۔ شریفوں کا غصہ ان کے افعال سے ظاہر ہوتا ہے اور بے وقوفوں کا غصہ ان کی زبان سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۱۵)۔ اچھے کام کو چھوڑ کر انسان کا دوسرے کاموں میں مشغول ہونا تعجب خیز ہے۔
(۱۶)۔ جس پر دنیا اور اس کی رنگینیوں کی محبت غالب آ جاتی ہے تو اہل دنیا کی غلامی اس پر لازم ہو جاتی ہے اور جولالچہ پر راضی ہوتا ہے تو خشوع و خضوع کا دامن اس سے چھوٹ جاتا ہے۔
(۱۷)۔ جس کی دوستی تمہیں فائدہ نہ دے اس کی دشمنی پر کبیدہ خاطر نہ ہو۔

(۱۸)۔ امیر مصر کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اپنے دربان پر نظر رکھو، وہی تمہیں محبوب و مبغوض بناتا ہے، اپنے کاتب کی نگہبانی کرو، وہی تمہاری دانش مندی لوگوں پر عیاں کرتا ہے، لوگوں کے اموال سے ہاتھ دور رکھو، وہ تمہارے شکر گزار ہو جائیں گے، رعایا کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ، ورنہ تمہاری ہیبت جاتی رہے گی۔

(۱۹)۔ بردباری انسان سے زیادہ مددگار ہے، بردبار کی بردباری کا اولین بدلہ یہ ہے کہ جاہل کے خلاف لوگ اس کے مددگار ہو جاتے ہیں۔

(۲۰)۔ بدکار بخیل سے امید رکھنے والے کا انجام محرومی ہے۔

(۲۱)۔ جو آخرت کی قدر نہ جانے وہ زاہد کیسے ہو سکتا ہے! وہ دنیا سے کیسے الگ ہو سکتا ہے جو جھوٹی لالچ سے الگ نہ ہو سکے، وہ لوگوں سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے لوگ جس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ نہ ہوں، وہ دانش ور کیسے ہو سکتا ہے جو اپنی بات سے رضا الہی کا خواست گار نہ ہو۔
(۲۲)۔ خوش حالی کے زمانے پر حسن ظن تغیر نعمت کا باعث ہے، اتنا فرمانے کے بعد

آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

أحسن ظنك بالأيام إذ حسنت ولم تخف سوء ما يأتي به القدر
تم نے ایام کے بھلے ہونے پر تو حسن ظن رکھا لیکن تقدیر کے برے نتیجے کا خوف نہ کیا۔
وسالمتك الليالي فاغتررت بها وعند صفو الليالي يحدث الكدر
زمانے (راتوں) نے تمہیں محفوظ رکھا تو تم اس پر فریفتہ ہو گئے لیکن (یہ نہیں معلوم ہے
کہ؟) چسپاتی راتوں میں ہی کدورت دکھائی دیتی ہے۔

ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں: امام شافعی رحمہ اللہ سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ
خاموش رہے، کہا گیا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! جواب نہیں دیں گے؟ فرمایا: میں سوچ رہا ہوں
کہ بھلائی کس میں ہے؟ خاموش رہنے میں، یا جواب دینے میں۔

تاریخ وفات اور مدت عمر

خلف بن قاسم - حسن بن رشتیق - محمد بن یحییٰ بن آدم - ربیع بن سلیمان مؤذن کہتے ہیں:
امام شافعی رحمہ اللہ ہمارے پاس مصر ۲۰۰ھ میں تشریف لائے اور آخری رجب جمعہ کی رات
۲۰۴ھ میں وفات پائی، اس وقت آپ کی عمر پچپن سال کی تھی۔ آپ سر اور داڑھی کے بالوں میں
گہرے سرخ رنگ کا خضاب لگاتے تھے۔

خلف - حسن بن رشتیق - حسین بن محمد ضحاک - ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں: امام
شافعی رحمہ اللہ نے رجب کی آخری تاریخ جمعہ کی رات ۲۰۴ھ میں وفات پائی اور جمعہ ہی کے دن
بعد نماز عصر مدفون ہوئے، ان کی نماز جنازہ امیر مصر سری بن حکم نے پڑھائی۔

خلف بن قاسم - حسن بن رشتیق - محمد بن یحییٰ فارسی کہتے ہیں: میں نے محمد بن عبد اللہ بن
عبد الحکم سے سنا: امام شافعی رحمہ اللہ نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔

حسن بن رشتیق - عبید اللہ بن ابراہیم مقری - حسن بن محمد زعفرانی کہتے ہیں: مجھ سے
ابو عثمان بن شافعی نے بیان کیا: میرے والد کا وصال مصر میں ہوا، اس وقت ان کی عمر اٹھاون
سال تھی۔

ابو علی حسن بن محمد بن صباح زعفرانی سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: جب امام شافعی رحمہ اللہ نے عراق سے مصر جانے کا ارادہ فرمایا تو مجھے یہ اشعار سنائے

أخي أرى نفسي تتوق إلى مصر ومن دونها قطع المفاوز والقفر
اے میرے بھائی! میرا نفس مصر جانے کا مشتاق ہے لیکن وہاں تک پہنچنے میں لق و دق
صحرا طے کرنا پڑے گا۔

فوالله ما أدري ألفوز والغنى أساق إليها أم أساق إلى قبري
بخدا! مجھے معلوم نہیں کہ کامیابی اور مال داری کے لیے وہاں جا رہا ہوں یا اپنی قبر کی
طرف۔

زعفرانی کہتے ہیں کہ واللہ امام شافعی رحمہ اللہ نے مصر کا سفر دونوں کے واسطے کیا۔ ابن عبد
الحکم و حرمہ بن یحییٰ سے بھی یہی مروی ہے۔

آپ کی قبر کے سرہانے کندہ کیا ہوا پتھر

حسن بن رشیق کہتے ہیں: میں نے امام شافعی کی قبر کے سرہانے کندہ کیا ہوا پتھر دیکھا اس پر
درج ذیل عبارت مکتوب ہے:

هذا ما يشهد عليه محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان بن
شافع بن السائب بن عميد بن عبد يزيد بن هاشم بن المطلب بن عبد
مناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤي بن غالب بن فهر بن
مالك بن نضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن إلياس بن مضر بن نزار بن
معد بن عدنان بن أدد بن الهاميسع بن النبت بن إسماعيل بن إبراهيم خليل
الرحمن صلى الله على نبينا وعلى إبراهيم وعلى جميع الأنبياء والرسل
أجمعين.

يشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له. توفي ليوم بقي من
رجب سنة أربع ومئتين.

یعنی: محمد بن ادریس... گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ایک معبود ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔
آخری رجب ۲۰۴ھ کو وفات پائی۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے تلامذہ کا بیان

مکہ مکرمہ کے متعدد علما نے امام شافعی رحمہ اللہ سے اخذ علم کیا ہے ان میں سے بعض کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے:-

(۱) ابو بکر حمیدی: یہ سفیان بن عیینہ کے پاس اخذ علم میں امام شافعی کے ہم درس تھے ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: عبد اللہ بن زبیر بن عبد اللہ بن حمید بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب قرشی اسدی۔ آپ معتمد اور صاحب فضیلت فقہائے محدثین اور معتبر حفاظ حدیث میں سے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ان کی غایت درجہ تعظیم کرتے تھے اور ابن عیینہ کے دوسرے شاگردوں پر انھیں فضیلت دیتے تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ابن عیینہ کے بارے میں کون زیادہ حجت ہے، علی بن مدینی یا حمیدی؟ فرمایا: حمیدی مرد میدان ہیں اور ابن عیینہ کی حدیث کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں اور ان کے بارے میں سب سے قوی حجت ہیں۔
حمیدی نے ربیع الاول ۲۱۹ھ میں وفات پائی۔

(۲) ابو اسحاق ابراہیم بن عبد اللہ بن محمد بن عباس بن عثمان بن شافع مطلبی: یہ امام شافعی رحمہ اللہ کے جتنے ہیں، انھوں نے ابن عیینہ وغیرہ سے روایت کی ہے، ثقہ و حافظ حدیث تھے، فقہ میں ان سے کوئی خاص ذخیرہ مروی نہیں، مکہ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی، ان سے ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہیں۔

(۳) ابو بکر محمد بن ادریس وراق حمیدی: شریف الطحاوی ثقہ تھے، حمیدی کے ہم عمر تھے اور ان کو اپنا سب سے بڑا شیخ سمجھتے تھے، امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی اخذ علم کیا، مجھے وفات کے بارے میں علم نہیں۔^(۱)

(۱) "العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین" ج: ۱۰، ص: ۴۲۰ میں ہے: انھوں نے ۲۶۷ھ میں وفات پائی۔ ۱۲

(۴) ابو الولید موسیٰ بن ابی الجارود بن عمران: امام شافعی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہے، آپ کی کتابیں لکھیں اور آپ سے فقہ حاصل کیا۔

ابو الولید اور داؤد بن علی کے مابین قیاس سے متعلق مراسلات ہوتے تھے، داؤد بن علی نے ان کے پاس خط بھیجا جس میں انھوں نے قیاس کا رد کیا تھا۔ وفات کا علم نہ ہو سکا۔
ان چاروں بزرگوں نے مکہ شریف میں امام شافعی رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی، اخذ علم کیا اور بغداد جانے سے پہلے انھیں کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

(۵) ابو علی حسن بن محمد بن صباح بزار زعفرانی: فصاحت و بلاغت میں یتکا اور عربی زبان و ادب پر کامل دست گاہ رکھتے تھے، علما نے ان کی جلالت علمی کا بھرپور اعتراف کر کے امام شافعی کی کتابوں کی قراءت کے لیے انھیں منتخب کیا، یہ پہلے اہل عراق کے مذہب کی طرف مائل تھے پھر اسے چھوڑ کر مذہب شافعی اختیار کر لیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے تیس رسالوں پر مشتمل ان کی کتاب پڑھی اور املا بھی کیا، بعد میں یہ رسالے ”الكتاب البغدادي“ یا، ”الكتاب القديم“ کے نام سے مشہور ہوئے اور جو رسالے مصر میں تحریر کیے وہ ”الكتاب الجديد“ کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور زعفرانی بغداد میں لوگوں کو امام شافعی کی کتابیں پڑھاتے تھے اور امام شافعی سے بغداد میں ان کے علاوہ کسی نے نہیں پڑھا۔ انھوں نے ابن عیینہ سے بھی اخذ علم کیا۔ ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔

(۶) ابو علی حسین بن علی کرابیسی: یہ ایک ماہر عالم و مصنف تھا، بادشاہ کے فتاویٰ اس کے پاس آیا کرتے تھے اس کے باوجود وہ تند نظر، جھگڑالو اور بہت بڑا متکبر تھا۔

ابتدا میں مذہب حنفی کا معتقد تھا مگر جب امام شافعی رحمہ اللہ بغداد آئے اور ان سے اس کی ملاقات ہوئی تو آپ کے تفقہ سے متاثر ہو کر ان کے بغدادی تلامذہ میں نمایاں مقام حاصل کر لیا۔ اس کی تصنیفات کی تعداد دو سو کے قریب بتائی جاتی ہیں۔

اس کے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مابین گہری دوستی تھی لیکن جب قرآن کے بارے میں اس نے آپ کی مخالفت کی تو دوستی دشمنی میں بدل گئی اور ہر کوئی ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرنے لگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے: جس نے کہا قرآن مخلوق

ہے، وہ جمعی ہے، جس نے کہا قرآن کلام اللہ ہے اور مخلوق وغیر مخلوق ہونے کا قول نہ کیا وہ واقعی ہے۔ اور جس نے کہا قرآن کا لفظ مخلوق ہے، وہ بدعتی ہے۔ اس کے برخلاف کراہیسی، عبد اللہ بن کلاب، ابو ثور، داؤد بن علی وغیرہ کہتے تھے: قرآن وہ ہے جس کا اللہ نے تکلم فرمایا وہ اللہ کی صفت ہے اس پر خلق کا قول جائز نہیں اور تالی کا تلاوت کرنا اور قرآن کا تکلم کرنا اس کا کسب اور ذاتی فعل ہے جو مخلوق اور کلام اللہ کی حکایت ہے قرآن نہیں ہے۔ اور حمد و شکر جو غیر اللہ ہیں ان کے مشابہ ہے پس جس طرح حمد و شکر اور تکبیر و تہلیل میں اجر کا مستحق ہو گا اسی طریقہ سے تلاوت قرآن پاک میں بھی مستحق اجر و ثواب ہو گا۔

داؤد بن علی نے کتاب ”الکافی“ میں اس کو امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب بتایا ہے لیکن شوافع نے اس کا انکار کیا ہے اور فاسد قرار دیا ہے، ان حضرات کا کہنا ہے: امام شافعی نے ایسا کبھی نہیں کہا۔

حنابلہ نے حسین کراہیسی کو چھوڑ دیا اور بدعتی قرار دیا اور اس پر اور اس کے سارے تبعین پر طعن و تشنیع کی ہے۔

حسین کراہیسی کا انتقال ۲۵۶ھ میں ہوا۔

(۷) ابو ثور ابراہیم بن خالد کلبی: ابتدا میں فقہ حنفی کی تحصیل کی پھر امام شافعی رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے، اخذ علم کیا اور متعدد کتابیں سماعت کیں۔ ان کی کئی تصنیفات ہیں جن میں انھوں نے اختلاف کو ذکر کر کے اپنے موقف پر دلیلیں قائم کی ہیں، ایک کتاب ایسی بھی ہے جس میں امام مالک رحمہ اللہ و امام شافعی رحمہ اللہ کے اختلافات کا تذکرہ کیا ہے اور اپنا مذہب بھی ظاہر کیا ہے لیکن اس کتاب اور اپنی دوسری کتابوں میں مذہب شافعی کی طرف زیادہ مائل نظر آتے ہیں۔

۲۴۰ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

(۸) ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ: ایک جری قوم کے ساتھ امام شافعی رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شمولیت کے ارادے سے بغداد تشریف لائے، علم حدیث میں بالخصوص اور دیگر علوم میں بھی آپ کا پایہ بہت بلند تھا، آپ حلیل القدر امام حدیث، پاک باز متقی، عبادت گزار،

منصب فی الدین اور اہل بدعت پر نہایت سخت تھے، محدثین کے مذہب کے مطابق فقہ میں بھی آپ کا مقام بہت بلند ہے یعنی آپ امام المحدثین ہیں۔

آپ نے بروز جمعہ ۱۸ یا ۱۹ ربیع الاول ۲۴۱ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

ابن ابی خثیمہ نے کہا: جب ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔

(۹) ابو عبیدہ قاسم بن سلام: آپ باعزت عالم جلیل تھے، معرفت لغت میں ان کی اپنی شان تھی، امام شافعی کی صحبت اختیار کی اور آپ کی کتابیں لکھیں، آپ بغدادی الاصل ہیں نیز علوم میں آپ کو کافی مہارت حاصل تھی۔

محرم ۲۳۴ھ میں مکہ میں وفات پائی اس وقت آپ کی عمر ہتر سال تھی۔

(۱۰) ابو عبد الرحمن احمد بن محمد بن یحییٰ اشعری بصری: آپ مذہب شافعی رحمہ اللہ پر یقین کے ساتھ قائم رہنے اور اس کا دفاع کرنے کی وجہ سے شافعی سے مشہور تھے یہاں تک کہ اس کے دفاع کے لیے مناظرے بھی کیا کرتے تھے، بغداد میں امام شافعی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہے۔

اپنی جلالت علمی، علم کلام میں مہارت اور اختلاف و اتفاق کے عالم ہونے کی وجہ سے شاہان زمانہ اور عظماء وقت کے مابین بلند رتبہ تھے۔

آپ کا شمار ان دس حضرات میں ہوتا تھا جن کو خلیفہ مامون رشید نے اپنی مجلس کے لیے اپنے سامنے خطاب کے لیے منتخب کیا تھا اور جنہیں لہنا بھائی قرار دیا اور اپنے دیوان میں نمایاں جگہ دی۔ آپ کی تصنیفات بہت زیادہ ہیں۔

آپ نے بغداد میں وفات پائی۔

(۱۱) ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد معروف بہ ابن راہویہ: آپ حنبلی ہیں، خراسان کے قبیلہ مرو سے تعلق رکھتے ہیں۔ کچھ دنوں تک عیساپور میں بھی قیام فرمایا۔

جلیل القدر عالم اور حافظ حدیث ہیں، فقہ میں کثیر تصنیفات کے مالک ہیں۔

صرف امام شافعی رحمہ اللہ ہی کے مذہب پر قائم نہ رہے بلکہ اختیار مذہب میں ابو ثور کا طریقہ اختیار کیا مگر معانی حدیث اور اتباع سلف میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی طرف زیادہ رجحان

تھا۔ لیکن امام شافعی رحمہ اللہ کی بھی صحبت اختیار کی ہے۔

۱۲ شعبان ۲۳۴ھ میں نیساپور میں وفات پائی، اس وقت آپ ۷۷ سال کے تھے۔

(۱۲) ابو حفص حرمہ بن یحییٰ بن حرمہ بن عمران بن قُراد مجیبی: آپ نے مصر

میں امام شافعی رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی اور تحصیل علم کیا، آپ کی فتاہت سے متاثر ہوئے اور کبھی ان کی مخالفت نہ کی۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی کتابوں کے اجزائی روایت میں آپ کو ربیع پر بھی فوقیت حاصل ہے۔

جیسے: ”کتاب الشروط“ اس کے تین اجزا ہیں ”کتاب السنن“ دس اجزاء، ”کتاب الشجاع“ اور ایک حصہ وہ ہے جو اونٹ اور بکریوں کے الوان و صفات اور عمروں کے بیان پر مشتمل ہے ان اجزا کو آپ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور کچھ ایسی کتابیں ہیں جن کی روایت میں آپ منفرد ہیں البتہ کتاب ”الأم“ کی روایت ربیع بن سلیمان کے ساتھ کی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے تلامذہ میں آپ سب سے زیادہ عمر دراز تھے۔

مصر میں ۲۶۶ھ میں وفات پائی۔

(۱۳) ابو یعقوب یوسف بن یحییٰ بویطی: آپ صاحب فضل و کمال بزرگ اور عمر میں

امام شافعی رحمہ اللہ سے بڑے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے آپ کو اپنے حلقہ درس کا مسند نشین اور قائم مقام بنادیا تھا۔ آپ بہت عظیم فقیہ، عالم دین اور اپنے مقررین کے لیے نرم خو تھے۔ غریب آپ کے فیض علم سے مستفیض ہونے آتے تو آپ انہیں قریب کرتے اور امام شافعی اور ان کی کتابوں کے فضل و کمال سے آشنا کرتے جس کے نتیجے میں مصر میں کتب شافعی کے طلب گاروں میں وافر اضافہ ہوا وہ فرماتے تھے: امام شافعی رحمہ اللہ نے مجھے اس کا حکم دیا اور فرمایا ہے کہ غریب و نادار اور امیر سارے طلبہ سے صبر سے کام لینا اور یہ شعر سنایا:

أهين لهم نفسي لأكرمها بهم ولن يكرم النفس التي لا يهينها

میں خود کو طلبہ کے سامنے ان کے احترام کرنے کی وجہ سے بے حیثیت رکھتا ہوں، جو خاکساری نہیں کرے گا اس کی تعظیم نہیں کی جائے گی۔

قاضی مصر ابن ابواللیث حنفی آپ سے حسد اور دشمنی رکھتے تھے، جب خلق قرآن سے

متعلق آزمائش کے وقت کچھ لوگوں کو مصر سے نکال کر بغداد روانہ کیا گیا تو انہیں کے ہمراہ بویطی نے انہیں بھی مصر سے نکال دیا تھا۔ پھر آپ بغداد روانہ کر دیے گئے وہاں آپ کو قید کر دیا گیا اس کے باوجود جب کبھی قرآن سے متعلق آپ سے پوچھا جاتا تو فرماتے: قرآن کلام اللہ غیر مخلوق ہے۔

۲۳۱ھ بروز جمعہ قبل نماز قید خانہ ہی میں آپ کا وصال ہوا۔

(۱۴) ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ بن عمرو بن مسلم مزنی: آپ عالم و فقیہ، جلیل القدر مناظر، صاحب بصیرت متکلم اور خوش بیان خطیب تھے نیز مذہب شافعی اور اس کے تحفظ میں پیش پیش رہتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب پر ان کی بہت سی فقید المثل کتابیں ہیں جن میں سرفہرست ”المختصر الكبير“ ہے جو تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس پر معتقدین مذہب کا عمل ہے کئی حضرات نے اس کی شرحیں لکھی ہیں جیسے: ابو اسحاق مروزی، ابو العباس بن سرج وغیرہ۔ اور سو سے زائد حصے مختلف فنون کے مسائل پر مشتمل ہیں۔ آپ نے مخالفین مذہب شافعی کا منہ توڑ جواب بھی دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت نظر و فکر، دقیقہ سنجی و نکتہ فہمی کی عظیم دولت سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ کی کتابوں اور مختصرات کا چرچا کرۂ ارض کے ہر چہار جانب ہوا، آپ تقویٰ، دیانت داری اور زہد و ورع کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے، محتاجی اور تنگ حالی پر صبر کرتے تھے۔

معاندین آپ کی طرف خلق قرآن کے قول کی نسبت کرتے ہیں جو یکسر غلط ہے جس کے نتیجے میں مصر کے متعدد افراد آپ پر برا بیخنتہ ہو گئے اور آپ کی مجلس میں صرف دس اصحاب باقی رہ گئے۔ اس کی طرف جعفر کاتب نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

والمزني الذي إليه نعيشو إذا دهرنا ادلهما

وہ مزنی ہی ہیں کہ جب ہم پر قحط سالی آتی ہے تو انہیں کی بارگاہ میں عریضہ پیش کرتے ہیں۔

ہم سے ابو عمر احمد بن محمد بن احمد نے بیان کیا، ان سے ابو القاسم عبید اللہ بن عمر بن احمد شافعی نے بیان کیا، ان سے مصر کے بعض شیوخ نے بیان کیا: مصر میں ایک شخص نے (جس کے

بارے میں لوگ کہتے تھے کہ وہ ابدال ہے) خواب دیکھا پھر صبح کو مصر کی جامع مسجد میں زور سے چیخا، اے اہل مصر! میرے پاس آجاؤ۔ لوگ جمع ہو گئے اور اس سے پوچھا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: تم سب خطا کے شکار ہو توبہ و استغفار کرو، لوگوں نے کہا کس چیز سے توبہ کریں؟ اس نے کہا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں مسجد میں ہوں اور سارے چراغ گل ہو گئے صرف ایک چراغ اس ستون کے پاس جل رہا ہے جہاں مزنی بیٹھے ہیں۔ اوتھیں دکھاؤں چناں چہ اس ستون کے پاس لوگوں کو لے گیا جہاں مزنی بیٹھے تھے، اس کے بعد مزنی کی طرف لوگوں کا تانتا بندھ گیا، سب کے دلوں میں ان کی محبت جاگزیں ہو گئی اور حلقہ درس وسیع تر ہو گیا یہاں تک کہ جامع مسجد کی اکثر جگہیں پُر ہو گئیں اور آپ پر جو تہمت تھی وہ سب کے دلوں سے نکل گئی۔

ایک روایت میں ہے کہ خواب اس طرح تھا کہ سارے چراغ بجھ گئے، مسجد تاریک ہو گئی اور مزنی نے سارے چراغوں کو روشن کیا جس سے مسجد منور ہو گئی۔

آپ نے چہار شنبہ ۲۴ ربیع الاول ۲۶۴ھ کو وفات پائی۔

(۱۵) ابو عثمان محمد بن محمد بن اور لیس شافعی: آپ امام شافعی رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں۔

کنیت کے بارے میں اختلاف ہے ایک جماعت علما کا موقف ہے کہ ابو عثمان ہے مگر صحیح ابو الحسن ہے۔ اپنے والد کے مذہب کے دل دادہ تھے اور شام کے والی بھی رہ چکے ہیں۔

۲۴۲ھ میں وفات پائی، ایک قول ۲۳۲ھ کا بھی ملتا ہے۔

(۱۶) ابو علی عبد العزیز بن عمران بن ایوب بن مقلاص: خزاعہ کے آزاد کردہ ہیں،

امام شافعی رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی اور آپ سے حدیث بھی روایت کی ہے۔

مصر میں ۲۳۴ھ میں وفات ہوئی۔

(۱۷) ابو موسیٰ یونس بن عبد الاعلیٰ صدیقی: باکمال فقیہ و محدث اور بالغ نظر مفسر

تھے۔ سفیان بن عیینہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی اور ان سب سے روایتیں بھی کیں،

ابن وہب کی تصنیفات اور ”موطا امام مالک“ کی بھی روایت کی ہے۔

نافع مدنی کی قراءت ان ہی سے مروی ہے جسے انھوں نے ”ورش“ اور ”قالون“ سے

نقل کیا ہے۔

مصر میں ۲۶۴ھ میں وفات پائی۔

(۱۸) ابو عبد اللہ ہجر بن نصر بن سابق خولانی: سعد بن خولان کے آزاد کردہ ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی بارگاہ فیض سے کسب فیض کیا، آپ کوئی فقیہ نہیں تھے بلکہ ایک صالح اور نیک مرد تھے۔

مصر میں شب دوشنبہ ۸ شعبان المعظم ۲۶۷ھ میں وفات پائی اور نماز جنازہ آپ کے بھائی اور یس بن نصر نے پڑھائی۔

(۱۹) ابو عبد اللہ احمد بن یحییٰ وزیری: تجیب کے آزاد کردہ ہیں، امام شافعی سے تحصیل علم کیا اور ان سے چند مسائل کی روایت کی ہے۔
مصر میں ۲۵۰ھ میں وفات ہوئی۔

(۲۰) ابو محمد ربیع بن سلیمان مرادی: تادم حیات جامع مسجد کے مؤذن رہے، جس میں آپ سے پہلے کوئی اذان دینے والا نہیں تھا۔ مدت دراز تک صحبت شافعی میں رہے، خدمت کی اور اخذ علم کیا۔

(۲۱) مفتی مصر اشہب بن عبد العزیز: کنیت ابو عمرو، نام مسکین اور لقب اشہب ہے جو نام پر غالب ہے۔ آپ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہم عمر تھے اور امام مالک رحمہ اللہ کے مقلد تھے لیکن امام شافعی رحمہ اللہ کے فضائل و مناقب خوب بیان کرتے اور کثیر اقوال میں ان کا اتباع بھی کرتے تھے، جب امام شافعی رحمہ اللہ مصر تشریف لائے تو مذکورہ فقہ کیا کرتے تھے۔ آپ مذہب مالکی کے عظیم محقق، شان دار فقیہ اور صاحب فکر عالم دین تھے، مصر کا خراج آپ ہی تحریر کیا کرتے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: جب میں مصر آیا اشہب بن عبد العزیز سے بڑا فقیہ کسی کو نہ پایا۔

رجب ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔

(۲۲) عبد اللہ بن عبد الحکم بن اعین بن لیث: کنیت ابو محمد ہے، حضرت عثمان بن عفان رحمہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کے معتقد تھے لیکن امام شافعی سے دوستی کی وجہ سے اخذ علم کیا اور

روایت بھی کی۔ امام شافعی رحمہ اللہ جب بغداد سے مصر آئے تو انھیں کے یہاں قیام کیا اور وہیں وفات پائی، بنو عبدالحکم کی قبرستان میں مدفون ہوئے اور ان لوگوں نے آپ کی قبر پر گنبد کی تعمیر کرائی۔

رمضان ۲۱۴ھ میں وفات پائی۔

(۲۳) محمد بن عبد اللہ بن عبدالحکم بن اعین: جلیل القدر فقیہ، عالم نبیل اور اہل

زمانہ میں ممتاز تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی، علم حاصل کیا اور آپ کی کتابیں بھی نقل کیں۔ ان کے والد عبد اللہ بن عبدالحکم انھیں امام شافعی رحمہ اللہ سے قریب کرتے اور حکم دیتے کہ شافعی اور اشہب کی پناہ میں رہو لہذا محمد، ان دونوں بزرگوں سے لوگوں میں سب سے زیادہ قریب رہنے لگے۔

ابو عبد اللہ محمد بن ربیع چیز ی سے روایت ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن عبدالحکم فرماتے تھے: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے چالیس حصوں پر مشتمل کتاب ”احکام القرآن“ اور امام محمد بن حسن سے سات اجزاء پر مشتمل کتاب ”الزود“ سماعت کی ہے۔ محمد بن حسن کے سنن سے متعلق دو جز ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ نیز آپ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے کتاب الوصایا کی روایت کی جس کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے علاوہ کسی دوسرے نے اس کی روایت نہیں کی ہے۔

محمد بن عبد اللہ بن عبدالحکم کے نزدیک امام شافعی رحمہ اللہ کی جو باتیں حدیث مسند کے خلاف ثابت ہوتیں ان کا رد کرتے اور اس معاملے (امام شافعی رحمہ اللہ پر ترک مسند کا عیب لگانے) میں مذہب مالک سے مدد لیتے۔

فوافقہ ۲۶۸ھ میں وفات پائی۔

(۲۴) ہارون بن محمد ابلی: عظیم فقیہ تھے، امام شافعی کی صحبت اختیار کی، اخذ علم کیا اور

روایت بھی کی ہے۔

(۲۵) ہارون بن سعید بن ہیشم: قیس کے آزاد کردہ ہیں، ابلی سے بھی مشہور ہیں،

صاحب قدر و منزلت فقیہ اور شرف و بزرگی والے عالم ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی، اخذ علم کیا اور سماعت بھی کی۔

۶ رجب الاول ۲۵۳ھ میں وصال ہوا۔

(۲۶) ابراہیم بن ہرم: یکے از شہان مصر، آپ کو ابن ہرم عاری بھی کہا جاتا ہے، اہتمام علم اور جستجوے علم میں مشہور تھے مگر مشاغل دنیا کی وجہ سے آپ کا تذکرہ مخفی رہا، امام شافعی رحمہ اللہ سے اخذ علم کیا اور کتابوں کی روایت کی۔

(۲۷) ابو محمد بن سواد بن اسود بن عمرو بن محمد عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح

عامری:

رجب ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔

(۲۸) بشر بن بکر: امام اوزاعی کی صحبت میں رہ کر علم حاصل کیا پھر امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی پیش تر مسائل سیکھے۔

(۲۹) قحرم بن عبد اللہ بن قحرم اسوانی: کنیت ابو حنیفہ ہے، قطبی الاصل ہیں، اسوان

میں قیام پذیر رہے اور مذہب شافعی کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہ کر تحصیل علم کی اور کثیر کتابیں نقل کیں نیز باب سنن و احکام میں دس اجزائی روایت بھی کی ہے۔

آپ کی وفات ۲۷۱ھ میں مقام اسوان میں ہوئی۔

(ابو عمر کہتے ہیں:) امام شافعی رحمہ اللہ عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی

بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب کے ہمراہ مصر گئے تھے۔ وہیں عباس نے آپ کی صحبت اختیار کی۔ یہ ۱۹۸ھ کا واقعہ ہے۔

مکہ معظمہ، بغداد اور مصر کے مذکور علماء شوافع میں سے بے شمار افراد نے اخذ علم کیا۔

ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل ترمذی کی تصریح کے مطابق ان لوگوں کی تعداد دو سو کے قریب

ہے جنہوں نے ربیع بن سلیمان سے امام شافعی رحمہ اللہ کی کتابیں حاصل کیں اور اس کے لیے ہر

چہار دانگ عالم سے ان کی بارگاہ کا سفر کیا۔ نیز آپ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے ان تلامذہ کا بھی ذکر

کیا ہے جنہوں نے ان کے مذہب پر اعتماد تو کیا لیکن بعض مسائل میں ان کی مخالفت بھی کی ہے۔

(ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر فرماتے ہیں:) مجھ سے ایک شخص نے پوچھا: کیا امام شافعی رحمہ اللہ پر کسی نے کلام کیا ہے؟ میں نے یحییٰ بن معین کے بارے میں سنا ہے کہ انھوں نے کلام کیا ہے۔

میں نے کہا: ابن وضاء سے مروی ہے کہ ان سے امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو کہا: میں نے ابن معین سے (منیٰ میں عقبہ کے پاس) دریافت کیا تو فرمایا: شافعی ثقہ نہیں ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا گیا: یحییٰ بن معین تو امام شافعی پر کلام کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: یحییٰ بن معین کو امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں کیا معلوم؟ وہ نہ ان کو جانتے ہیں نہ ہی ان کے اقوال کو اور جو شخص کسی سے ناواقف ہوتا ہے تو اس سے دشمنی رکھتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سچ فرمایا کہ یحییٰ بن معین کو امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال کی خبر نہیں؛ کیوں کہ ایک بار ان سے تنیم کا ایک مسئلہ دریافت کیا گیا تو انھیں یہ مسئلہ معلوم نہ تھا۔

عبد اللہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں: ابن وضاء کا یحییٰ بن معین کی طرف امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں عدم توثیق کا قول منسوب کرنا ان پر افترا ہے لیکن عبد اللہ بن عبد الرحمن کا یہ قول ان کے اس گمان پر محمول ہے کہ انھوں نے ابن وضاء کی ایک کتاب دیکھی جس میں لکھا تھا: میں نے یحییٰ بن معین سے شافعی کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ ثقہ ہیں، جب کہ ابن وضاء امام شافعی رحمہ اللہ کو ثقہ نہیں سمجھتے تھے، لہذا عبد اللہ بن عبد الرحمن کا یہ قول ابن وضاء پر خود افترا ہے۔

خالد بن سعد کہتے ہیں کہ ابن وضاء نے جس شافعی کے بارے میں یحییٰ بن معین سے پوچھا تھا وہ ابراہیم بن محمد شافعی ہیں نہ کہ محمد بن اور یس شافعی۔

(ابو عمر فرماتے ہیں:) یہ سب بلا وجہ کی صفائی پیش کرنا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق کلام کیا گیا ہے۔ جب کہ یحییٰ بن معین سے متعدد طریقوں سے ثابت ہے کہ انھوں نے امام شافعی رحمہ اللہ پر کلام کیا ہے جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا یہاں تک کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے یحییٰ بن معین کو اس سے منع بھی کیا ہے اور فرمایا: تمھاری آنکھوں نے کبھی امام شافعی رحمہ اللہ سے سنا نہیں

دیکھا، نیز ان سے فرمایا: اے ابو زکریا! تم امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال کے معانی و مفہیم سے واقف نہیں ہو اور جو کسی سے ناواقف ہوتا ہے اس سے دشمنی کر بیٹھتا ہے۔

یحییٰ بن معین امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تعریف و توصیف اور توثیق میں خوب مبالغہ کرتے تھے، ان سے کہا گیا: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اپنی رائے کو حدیث پر مقدم کرتے ہیں تو انھوں نے فرمایا: وہ تو اس سے بہت دور تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام اعظم رحمہ اللہ کے بارے میں ترش رائے تھے، آپ کی مذمت کرتے اور آپ کے مذہب سے قطعاً راضی نہ تھے۔⁽¹⁾

محمد بن اسحاق، ابراہیم بن سعد بن ابراہیم، عبد الرحمن بن زید بن اسلم اور عبد الرحمن بن ابی الزناد امام مالک رحمہ اللہ سے ان کی امامت اور دنیاوی جاہ و جلال پر حسد کی وجہ سے ان پر کلام کیا کرتے تھے۔

نوٹ:- علما اگر آپس میں ایک دوسرے پر اس طرح کا کلام کریں تو اس کی طرف توجہ کرنا مناسب نہیں ہے اور نہ ائمہ کرام اور علمائے عظام کے بارے میں ایسے اقوال پر اعتماد کیا جائے۔⁽²⁾

(1) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے صحیح ترین روایت سے ثابت ہے کہ انھوں نے امام اعظم رحمہ اللہ کی تعریف و توصیف کی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ”شرح مختصر الروضة“ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ ۱۲

(2) حافظ ابن عبد البر نے اپنی اس عبارت سے ان سارے طعنوں کا رد کیا ہے جن کو پہلے، علما سے ائمہ کرام کے بارے میں نقل کیا ہے۔ ۱۲

مرثیہ امام شافعی رحمہ اللہ

ادیب فاضل ابوبکر محمد بن حسن بن درید ازدی نحوی نے امام شافعی رحمہ اللہ کے مرثیہ میں درج ذیل قصیدہ لکھا:

بملتفتیہ للمشیب طوابع ذوائد عن ورد التصابي روادع
آپ کے دونوں رخساروں میں بوڑھاپے کے آثار نمایاں ہیں جو بچپن اور کھیل کود کی طرف مائل ہونے سے روک رہے ہیں۔

تصرفه طوع العنان وربما دعاه الصبا فاقتاده وهو طائع
وہ آثار انھیں لگام کی اطاعت سے روک رہے ہیں، اور کبھی کبھی بچپن انھیں دعوت دیتا ہے تو اسے چھوڑ دیتے ہیں اور وہ خود آپ کا تابع ہو جاتا ہے۔

ومن لم يزع له لبه وحياءه فليس له من شيب فوديه وازع
اور جس کو اس کی عقل و حیا نہ روک سکی اس کو اس کے بالوں کی سفیدی سے کون روک سکتا

ہے۔

هل النافر المدعو للحظ راجع ام النصح مقبول أم الوعظ نافع
کیا بدکنے والا شخص جسے دعوت خیر دی جا رہی ہے اپنے حصے کو قبول کر رہا ہے؟ یا نصیحت مقبول ہوتی ہے یا وعظ نفع بخش۔

أم الهمك المهموم بالجمع عالم بأن الذي يوعى من المال ضائع
یا دنیا کمانے میں مصروف غم زدہ شخص یہ جانتا ہے؟ کہ جو مال وہ جمع کر رہا ہے اسے ضرور ضائع ہونا ہے۔

وَأَنْ قَصَّارَاهُ عَلَى فَرْطِ ضَنْهٍ فِرَاقِ الَّذِي أَضْحَى لَهُ وَهُوَ جَامِعٌ
 جس مال کو جمع کرتے ہوئے وہ بندہ بے دام ہو چکا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ حد درجہ
 حفاظت کے باوجود بھی وہ اس سے جدا ہو جائے گا۔
 وَيُخَمِّلُ ذَكَرَ الْمَرْءِ ذِي الْمَالِ بَعْدَهُ وَلَكِنْ جَمَعَ الْعِلْمَ لِلْمَرْءِ رَافِعٌ
 مال دار شخص کا ذکر مرنے کے بعد ماند پڑ جاتا ہے، لیکن تحصیل علم، انسان کے نام کو بلند کر
 دیتی ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَثَارَ ابْنِ أَدْرِيسَ بَعْدَهُ دَلَائِلُهَا فِي الْمَشْكَلاتِ لَوَامِعٌ
 کیا تم نے امام شافعی رحمہ اللہ کے جمع کردہ آثار نہ دیکھے کہ مشکلات میں جن کے دلائل
 چمک رہے ہیں۔
 مَعَالِمُ يَفْنَى الدَّهْرُ وَهِيَ خَوَالِدٌ وَتَنْخَفِضُ الْأَعْلَامُ وَهِيَ فَوَارِعٌ
 وہ ایسے نشانات ہیں کہ زمانہ فنا ہو جائے گا لیکن وہ باقی رہیں گے اور پہاڑ پست ہو جائیں
 گے لیکن وہ بلند رہیں گے۔
 مَنَاهِجٌ فِيهَا لِلْهَدَى مُتَصَرِّفٌ مَوَارِدُ فِيهَا لِلرِّشَادِ شَرَائِعٌ
 وہ ایسے منہج ہیں جن میں ہدایت کے لیے جائے تصرف ہے اور راہِ راست پر چلنے کے ان
 میں ظاہر و باہر مورد ہیں۔

ظَوَاهِرُهَا حُكْمٌ وَ مُسْتَنْبَطَاتُهَا لَمَّا حُكِمَ التَّفْرِيقُ فِيهِ جَوَامِعُ
 جن کے ظاہری نصوص سرِ احکم ہیں اور مستنبط کردہ مسائل مختلف احکام کے جامع ہیں۔
 لِرَأْيِ ابْنِ أَدْرِيسَ ابْنِ عَمِّ مُحَمَّدٍ ضِيَاءٌ إِذَا مَا أَظْلَمَ الْخَطْبُ سَاطِعُ
 امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے میں ایسی روشنی ہے جو حالات کے تاریک ہونے کے وقت
 بلند ہوتی ہے۔

إِذَا الْمَعْضَلَاتُ الْمَشْكَلاتُ تَشَابَهَتْ سَمَا مِنْهُ نُورٌ فِي دِجَاهِنِ صَادِعُ
 جب سخت اور مشکل امور یک جا ہوتے ہیں تو اس سے ایک کرن پھوٹتی ہے جو ان

مشکلات کی تاریکیوں کو دور کر دیتی ہے۔

أَبَى اللَّهُ إِلَّا رَفَعَهُ وَعَلَوَهُ وَلَيْسَ لِمَا يَعْلِيهِ ذُو الْعَرْشِ وَاضِعٌ
اللہ تعالیٰ نے ان کو رفعت و بلندی ہی بخشی اور جسے صاحب عرش بلند کر دے اسے کوئی
گرا نہیں سکتا۔

تَوْخَى الْهَدَىٰ وَاسْتَنْقَذَتْهُ يَدُ التَّقَىٰ مِنْ الزَّيْغِ إِنْ الزَّيْغُ لِلْمَرْءِ صَارِعٌ
ہدایت کو اپنایا اور دست تقویٰ نے انھیں انحراف حق سے بچا لیا، بے شک حق سے
انحراف انسان کو زمین بوس کر دیتا ہے۔

وَلَاذِ بَأَثَارِ النَّبِيِّ فَحُكْمُهُ لِحُكْمِ رَسُولِ اللَّهِ فِي النَّاسِ تَابِعٌ
آپ نے حضور ﷺ کی احادیث کی پناہ لی، پس آپ کا حکم لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کے موافق ہے۔

وَعَوَّلَ فِي أَحْكَامِهِ وَقَضَائِهِ عَلَى مَا قَضَىٰ التَّنْزِيلُ وَالْحَقُّ نَاصِحٌ
اپنے احکام اور فیصلوں میں قضائے الہی پر اعتماد فرمایا اور حق آپ کا ناصح رہا۔
بَطِئَ عَنِ الرَّأْيِ الْمَخُوفِ التَّبَاسُ إِلَيْهِ إِذَا لَمْ يَخْشَ لِبَسَا مُسَارِعٌ
ان کے نزدیک جس رائے کے التباس کا خوف ہوتا اس سے دور اور جہاں التباس کا
خوشہ نہ ہوتا اس کی طرف سبقت کر جاتے۔

جَرَتْ بِبُجُورِ الْعِلْمِ إِذْ صَارَ ذَكَرُهُ لَهَا صَادِرًا فِي الْعَالَمِينَ يَنَابِعُ
علم کے سمندروں کے ساتھ چشمے رواں ہو گئے جب ان کے علوم کا تذکرہ سارے جہاں
میں گشت کرنے لگا۔

وَأَنْشَأَ لَهُ مَنْشِيهِ مِنْ خَيْرِ مَعْدِنَ خَلَّاتِقُ هِنَ الْبَاهِرَاتِ الْبَوَارِعِ
ان کے خالق نے ان کو خزانہ رحمت سے ایسے اخلاق سے نوازا جو واضح اور فضل و کمال
میں کامل ہیں۔

تَسْرِبَلُ بِالتَّقْوَىٰ وَلِيدًا وَنَاشِئًا وَخَصَّ بِلُبِّ الْكَهْلِ مَذْهَبًا يَافِعًا

بچپن ہی سے تقویٰ و پرہیزگاری کا لبادہ اوڑھ لیا اور بلوغ کے ساتھ ہی دماغ پیری سے متصف ہو گئے۔

وَهْدَبَ حَتَّى لَمْ تَشْرَ بِفَضِيلَةٍ إِذَا التَّمَسْتَ إِلَّا إِلَيْهِ الْأَصَابِعُ
ایسے مہذب کہ اگر کسی فضیلت کی تلاش ہوتی تو انگلیاں انھیں کی طرف اشارہ کرتیں۔
فَمِنْ يَكْ عِلْمِ الشَّافِعِيِّ إِمَامِهِ فَمَرَّتْ فِي سَاحَةِ الْعِلْمِ وَاسِعٍ
جو علم شافعی کو اپنا امام اور مقتدی بنا لے تو میدانِ علم و معرفت میں اس کی گرفت وسیع ہو جاتی ہے۔

سلام علی قبر تضمن روحه و جادت عليه المدجنات الهوامع
سلام اس قبر پر جو ان کی روح کو متضمن ہے اور جس پر اشک باراں اور برسنے والے بادل خوب برسے۔

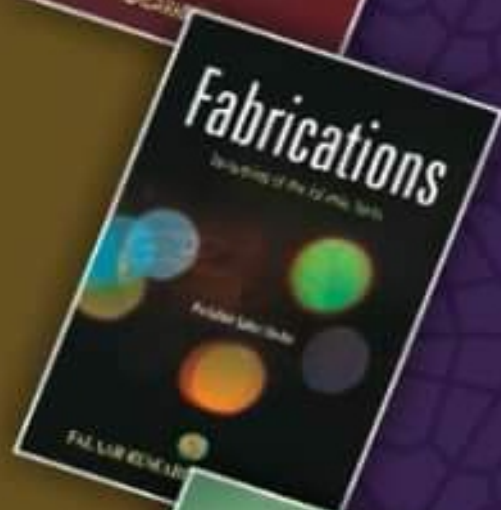
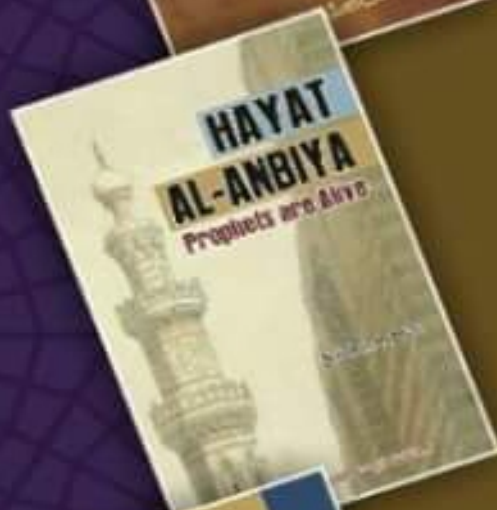
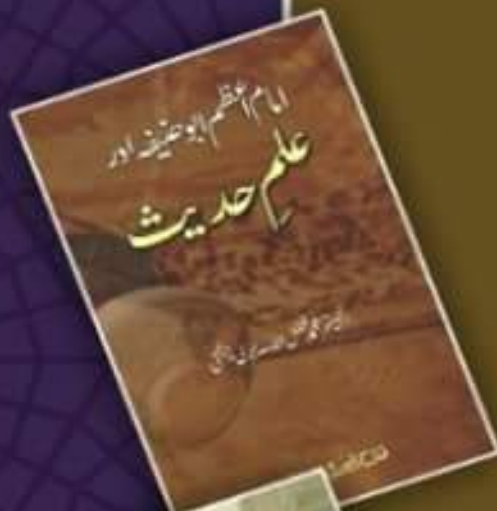
لَقَدْ غِيَّبَتْ أَثَرَاءَهُ جِسْمَ مَا جَدَّ جَلِيلٌ إِذَا التَفَتَ عَلَيْهِ الْمَجَامِعُ
اس قبر کی مٹی نے جلیل القدر اور عظیم المرتبت شخص کے جسم کو چھپا لیا جس وقت اس کے پاس لوگ جمع ہوئے۔

لَشَنْ فَجَعَلْنَا الْحَادِثَاتُ بِشَخْصِهِ وَهَنْ بَمَا حَكَمْنَ فِيهِ فَوَاجِعُ
اگرچہ ان کے کوچ کر جانے کی وجہ سے حوادثِ زمانہ نے ہمیں مصیبت زدہ کر دیا لیکن حوادثِ خود اپنے فیصلے میں حیران و پریشان ہیں۔

فَأَحْكَامُهُ فِينَا بَدُورُ زَوَاهِرٍ وَأَثَارُهُ فِينَا نَجُومُ طَوَالِعِ
پس ان کے احکام ہمارے درمیان گویا ماہِ چہار دہم ہیں اور ان کے آثار درخشندہ ستارے۔

تم والحمد لله علی کل حال

وصلی اللہ علی سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ وسلم کثیرا



Published by :



Falaah Research Foundation

Marketed by :

Maktaba Imam Azam

425/2, Matia Mahal

Delhi - 110006

Ph:9958423551